بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 2

شرح چندہ

سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈیا

80 ڈالرامریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

29 / جمادی الاوّل 1442 ہجری قمری • 14 / صلح 1400 ہجری شمسی • 14 / جنوری 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ وَلَا لِیَہۡدِیَہُمۡ سَبِیۡلًا ○ (النساء:138)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کر دے اور انہیں راستی کی ہدایت دے۔☆

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8 / جنوری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو

ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کرو

اصل بات یہ ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ویرانہ کو آبادی اور بڑی آبادی کو ویرانہ بنا دیتا ہے۔ بابل کو کیا کیا؟ جہاں انسان کا منصوبہ تھا کہ آباد ہو وہاں ویرانہ ہوا اور اُلوؤں کا مسکن بنا اور جہاں انسان چاہتا تھا کہ ویرانہ ہو وہ دنیا بھر کا مرجع ہوا۔ پس خوب یاد رکھو کہ دوا اور تدبیر پر خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ ایسی زندگی چاہیے جو بالکل نئی ہو۔ استغفار کی کثرت ہو۔ جن کو بہت کثرت اشغال ہیں ان کو زیادہ ڈرنا چاہیے۔ ملازمت پیشہ لوگوں کے اکثر فرائض فوت ہو جاتے ہیں۔ پس بعض اوقات ظہر اور عصر کا جمع اور مغرب اور عشاء کا جمع کرنا جائز ہے۔ میں جانتا ہوں کہ حکّام سے بھی اگر نماز کیلئے پوچھیں تو اجازت دے دیتے ہیں۔ اور اعلیٰ حکام کی ماتحت افسروں کو ہدایتیں ہوتی ہیں۔ ترک نماز میں ایسے بیجا عذر بجز اپنے نفس کے کچے پن کے اور کچھ نہیں۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ میں ظلم نہ کرو۔

تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ

دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 241 تا 243، مطبوعہ قادیان 2018)

کفار کو اس پر تعجب تھا کہ انہی میں سے ایک آدمی پر کس طرح وحی آ گئی یہی حال آج کل بہت سے مسلمانوں کا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ہی آسمان سے آ کر ہمیں ذلت اور ادبار سے نکالیں گے ہم میں سے ایسا شخص نہیں پیدا ہو سکتا جو ہمارا علاج کرے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡہُمۡ ......سورہ یونس آیت 4 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

کفار کو اس پر تعجب تھا کہ انہی میں سے ایک آدمی پر کس طرح وحی آ گئی۔ گری ہوئی قوموں میں یہ احساس ہمیشہ ہی ہوا کرتا ہے کہ ہم میں سے بڑے آدمی نہیں پیدا ہو سکتے۔ گویا کفار اپنی حالت سے ایسے مایوس ہو گئے تھے کہ وہ یقین ہی نہیں کر سکتے تھے کہ انکا علاج ان کے اندر موجود ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کو بڑھانے اور ترقی دینے اور ان کا علاج کرنے کیلئے باہر سے کسی کو آنا چاہئے۔ یہی حال آج کل بہت سے مسلمانوں کا ہے۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ہی آسمان سے آ کر ہمیں ذلت اور ادبار سے نکالیں گے۔ ہم میں سے ایسا شخص نہیں پیدا ہو سکتا جو ہمارا علاج کرے۔ اس امر میں انہیں پہلی قوموں سے کس قدر موافقت حاصل ہے وہی مایوسی ہے اور وہی طریقِ علاج۔

وہ لوگ جو قومی ترقی کیلئے یا تو امنگ ہی نہ رکھتے تھے یا یہ سمجھتے تھے کہ خارجی علاج کے بغیر کچھ نہیں بن سکتا جب ان میں سے ان کے بھائی نے دعویٰ کیا کہ میں ہی تمہارا علاج کروں گا اور ترقی کی طرف لے جاؤں گا تو ان کی حیرت کی حد نہ رہی۔ وہ حیران ہو گئے کہ جو بات ناممکن تھی اسے ممکن کرنے کا اس نے کیونکر دعویٰ کر لیا۔

دوسری بات جو ان کیلئے حیرت انگیز بن گئی یہ تھی کہ اس مدعی کا دعویٰ ہے کہ مجھے لوگوں کو ہوشیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی بعض پرانی باتوں کو چھوڑ دو اور بعض نئی باتوں کو اختیار کرو۔ ایسے لوگوں کیلئے ہمیشہ یہ بات قابل تعجب ہوا کرتی ہے کہ رسول کہتے ہیں کہ موجودہ نظام کو توڑ دو اور نیا نظام اختیار کرو۔

کفار کی یہ دونوں باتیں متضاد ہیں۔ ایک طرف تو ان میں اتنی مایوسی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے علاج کیلئے ہم میں سے کوئی نہیں آ سکتا اور دوسری طرف وہ اس بات پر لڑتے ہیں کہ ہمارا نظام کیوں بدلتے ہو۔ یہ گری ہوئی قوموں کی حالت ہوتی ہے۔ وہ چاہتی ہیں کہ نہ کچھ چھوڑنا پڑے اور نہ کچھ کرنا پڑے۔ ایک شخص باہر سے آ کر ان کے موجودہ نظام کو قائم رکھتے ہوئے انہیں ترقی کی طرف لے جائے۔ انہیں نہ تعلیم حاصل کرنی پڑے نہ محنت ومشقت کرنی پڑے نہ بری باتوں کو چھوڑنا پڑے۔ بلکہ ایک شخص باہر سے آئے اور دوسروں کو مار دے اور سب کچھ انہیں حاصل ہو جائے۔ وہ یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر ان کا پہلا نظام درست ہوتا تو ذلت اور ادبار میں وہ پڑتے ہی کیوں؟ پس ان کا موجودہ نظام توڑ کر ہی کام چل سکے گا۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 16، مطبوعہ قادیان 2010)

☆حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ آیت اس عقیدہ کی نفی کرتی ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ فرمایا اگر کوئی مرتد ہو جائے، پھر ایمان لے آئے، پھر مرتد ہو جائے، پھر ایمان لے آئے تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور اگر کفر کی حالت میں مرے گا تو لازمی طور پر جہنمی ہوگا۔ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو اسکے بار بار ایمان لانے اور کفر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(1038) حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز بارش کے بعد پڑھائی جو رات سے شروع تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہارے ربّ نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ (آپؐ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آج صبح میرے بندوں میں سے کوئی میرا مومن ہے اور کوئی (میرا) کافر۔ سو جس نے کہا: ہم پر اللہ کے فضل اور رحم سے بارش ہوئی تو وہ میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں ستارے کے فلاں فلاں جگہ آنے سے ہم پر بارش ہوئی ہے تو وہ میرا منکر ہے اور ستاروں کا مومن۔

(1039) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیب کی چابیاں پانچ ہیں، صرف اللہ انہیں جانتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ اور کوئی نہیں جانتا رحموں میں کیا ہے۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کس ملک میں مرے گی۔ اور کوئی نہیں جانتا مینہ کب برسے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 18 / دسمبر 2020ء (مکمل متن)

خطبہ جمعہ فرمودہ 25 / دسمبر 2020ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 2008

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب

ملکی رپورٹیں | وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ✡ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

کتاب نورالحق کی مثل لانے پر پادری عمادالدین کے لئے پانچ ہزار روپے کا انعام

گزشتہ شمارہ میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ پادری عمادالدین نے جنگ مقدس میں عیسائیت کی شکست کا غصہ نکالنے کے لئے کتاب ’’توزین الاقوال‘‘ لکھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے گالیاں دیں، قرآن کریم پر اعتراضات کئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گورنمنٹ کا باغی اور جہادی قرار دیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں کہ جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عمادالدین امرتسری کا نمبر بڑھا ہوا ہے۔‘‘ اس ضمن میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پیش کریں گے کہ مرتد عیسائی پادری اسلام اور بانی اسلام کو گالیاں کیوں دیتے تھے۔

مرتدین از اسلام پادریوں کو ان کے مناسب حال کام دینا چاہئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی ہی حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں خدا کے پاک بندوں اور برگزیدوں کو گالیاں دینے کیلئے فارغ کیوں رکھا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی اس کے مناسب حال کام میں لگانا چاہئے تا کہ وہ مصروف رہیں اور ان سے ایسے قبیح گناہ سرزد نہ ہوں۔ آپؑ نے نہایت ہی گرانقدر مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ :

’’ان کے اکابر کیوں ان کو بُری باتوں سے منع نہیں کرتے اور کیوں گناہوں کی طرف قدم اٹھانے سے منع نہیں فرماتے اور کیوں ان کو فارغ بٹھا رکھا ہے۔ سو میرے نزدیک واجبات سے ہے کہ کچھ ایسی خدمات ان پر مقرر کی جائیں جو قوم اور پیشہ کے لحاظ سے ان کے مناسب حال ہوں پس چاہئے کہ نجّار کو تو تیشہ دیا جائے اور دُھننے کیلئے ایک مضبوط دھنکی (پنجن) اور نائی کو نشتر اور استرا اور تیلی کو ایک بڑا سا کولہو سپرد ہو تا کہ ہر یک شخص ان میں سے اس کام میں مشغول ہو جائے جس کا وہ اہل ہے اور تا کہ اس انتظام سے ہر ایک ان میں سے فضول گوئی اور بے ہودہ اور گناہ کی باتوں سے رُک جائے تا کہ خلق اللہ اور خدا تعالیٰ کے بندوں کو ان کی شرارت اور ایذا سے راحت حاصل ہو اور اس انتظام میں ان کے اکابر کو جو زیاں رسیدہ ہیں بہت ہی نفع ہے۔‘‘

(نورالحق رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 50)

ایک مسلمان کا عیسائی بن جانا کیسا ہے

ہمیں بہت حیرت ہوتی ہے کہ ایک پڑھا لکھا مسلمان جس نے دین اسلام کا علم بھی خوب حاصل کیا ہو اسلام جیسے اعلیٰ و ارفع اور بہترین مذہب کو چھوڑ کر عیسائی کیسے بن سکتا ہے؟ جہاں اسے توحید کو چھوڑ کر تثلیث کا اقرار کرنا پڑے اور ایک انسان کو خدا بنانا پڑے۔ العجب ثم العجب۔ اور اس پر پھر یہ ظلم اور یہ دلیری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مقدس نبی کو گالیاں بھی نکالے اور قرآن جیسی پاک کتاب پر حملہ کرے جنہیں وہ پہلے اپنا مقتدا و پیشوا مان چکا ہو۔ افسوس صد افسوس۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر بھی بہت خوب روشنی ڈالی ہے کہ یہ مرتدین از اسلام آخر گرجوں اور پادریوں کی پناہ میں کیوں گرتے رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قارئین کی خدمت میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان نہایت دلچسپ اور پُر لطف ارشادات کو پیش کریں۔ لیکن اس سے پہلے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک مسلمان کا عیسائی بننا کیسا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے اُس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے اور وہی نطفہ بن جائے جو پہلے تھا۔‘‘

(چشمہ مسیحی، رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 344)

مرتد ہونیکی وجہ دُنیا کی حرص اور خوش مزہ کھانوں اور شراب کی لالچ

مسلمان علماء عیسائی مذہب کیوں اختیار کرتے تھے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں :

’’وہ لوگ جو عیسائی دین میں داخل ہوئے اور دین اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا سو ہم ان کو ایسے نہیں دیکھتے کہ سرکار انگریزی کی کچھ خدمت کرتے ہوں یا مخلص ہوں بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ مداہنہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ دین عیسائی میں محض اسی لئے داخل ہوئے ہیں تا اپنی درد گرسنگی کا علاج کریں اور اپنے حرص کے پیالوں کو لبالب بھر دیں۔ سو کسی صبح یہ لوگ تتر بتر ہو جائیں گے جب دیکھیں گے چراگاہ سے نکالے گئے اور لوگوں کو اپنے جلد پھرنے سے تعجب میں ڈالیں گے اور ہم تو ان کو کئی برسوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنا مذہبی قول و اقرار توڑنے کو تیار ہیں اور ہم ان میں بجز اس کے کوئی خوبی نہیں پاتے کہ وہ شراب اور خوش مزہ کھانوں کے جو پیالوں میں بھرے ہوئے ہوں عاشق ہیں اور دنیا کے مردار کے ایسے دوست ہیں جیسے کوّا۔ اور ہم ان کو جانتے ہیں کہ دنیاوی نعمتوں نے ان کو بے راہ کر دیا ہے اور عنقریب گورنمنٹ انگریزی جان لے گی کہ کس قدر ان میں مخلص صادق ہیں اور بخدا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں کہ اکثر ان میں سے محض تکالیف نفسانیہ اور قرض کے بوجھ اور پیٹ اور عضو نہانی کی سوزشوں کی وجہ سے اسلام سے خارج اور نصاریٰ میں داخل ہوئے اور مسلمان لوگ ان کی حرص کی خارش اور ان کی شرارتوں سے مطلع تھے پس انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی سو یہ لوگ پادریوں کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ انہوں نے ان کے اقبال کی چمک دیکھی اور ان کی زینت دنیا اور کثرت مال کا ملاحظہ کیا اور بایں ہمہ ان کو اپنے اصلی مقاصد سے غافل پایا ایسا کہ جیسے احمق ہوتے ہیں اور انہوں نے گرجاؤں کو ایک بے وقوف لوگوں کا مکان سمجھ لیا سو وہ ان کی طرف دھوکہ دینے کی نیت سے جھک پڑے اور ہمارے ملک کے مسلمان ایسے سست اور کاہل لوگوں کی پرورش نہیں کر سکتے تھے اور یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ان کے کھانے پینے اور پہننے کے مصارف اپنے ذمہ اٹھا لیں اور ان کو حمل دار عورتوں کی طرح معذور سمجھ کر آرام کرنے دیں اور تمام خرچ ان کے اپنے ذمہ کر لیں اور ان کو صرف کھانے پینے کے لئے فارغ چھوڑ دیں کیونکہ مسلمان ایک ناتوان اور تنگدست قوم ہے اور ان کے مالوں میں اس قدر بچت نہیں ہوتی جو کسی دوسرے کو دیں پھر کہاں سے اور کیونکر نکمے لوگوں کے برتن بھر سکیں سو مرتد عیسائیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان ان کے بوجھوں کو اٹھا نہیں سکتے اور فقر و فاقہ کی پروا نہیں رکھتے تو شکار ڈھونڈھتے ہوئے پادریوں کی طرف دوڑے۔

(نورالحق رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 45)

مُرتد ہونیکی ایک وجہ کثرت حمق، قلت تدبر اور گناہ میں ڈوبنے کی خواہش

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور ان کو دنیا اور آخرت کا فکر چھو بھی نہیں گیا اور ان کے دین اسلام سے مرتد ہونے کا بڑا باعث کثرت حمق اور قلت تدبر ہے اور پھر باوجود اس کے ان میں اکثر مرتد ہونے کا سبب بھوک کی آگ کا بھڑک اٹھنا ہے اور رات کی روٹی کے لئے بے قرار ہونا اور اچھے اچھے کھانوں کا لالچ اور شراب کی حرص اور نازک اندام عورتوں کی رغبت اور سرود کے شوق اور لطیف بدن عورتوں کو دیکھنے کے لئے صبح کو جانا اور گانے بجانے والی عورتوں سے میل ملاپ رکھنا اور ایسا ہی اور بری خصلتیں پس وہ اسی سبب سے لالچ سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ دنیا پر گرے جیسے مکھی پیپ اور رینٹھ پر گرتی ہے اور عاقبت سے بالکل غافل رہے اور ان کو بجز اس کے اور کوئی شغل نہیں رہا کہ شراب پیویں اور ناز نخرے کے ساتھ لٹکتے ہوئے کپڑے پہنیں اور میدے کی روٹی کھاویں اور پیٹ کی مشک کو شراب کے پیالوں کے ساتھ بھریں اور پاک لوگوں کی توہین کرتے رہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ دوست آرام دہ ان کا خمر ہے اور آدھی رات کی شراب ان کا دلی اور اندرونی یار ہے اور پیٹ ان کا دین ہے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی عظمتوں کو دلیری سے بھلا دیا ہے۔

(نورالحق رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 48)

مال اور آرام دہ زندگی کی چاہت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کے اسلام سے مرتد ہونیکی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ہم تو تم کو دکھ دینے پر حریص پاتے اور شرارت کرنے پر راغب دیکھتے ہیں تم نیکوں کو گالیاں دیتے اور راستبازوں پر لعنت بھیجتے ہو اور تمہارے ناز کی چال میں تکبر بھرا ہوا ہے اور لہو و لعب کی طرف گرے جاتے ہو اور عیسائی ہونے سے تمہاری یہی غرضیں ہیں کہ تمہارے طویلوں میں گھوڑے ہوں اور قابل رشک دولت مندی تم کو حاصل ہو اور لباس فاخرہ میں تم لٹکتے پھرو اور معاش کی فکر سے فارغ ہو جاؤ اور تم کو وہ سب چیزیں مل جائیں جن کو تمہارے نفس چاہتے ہیں اور جن سے تمہاری آنکھیں لذت حاصل کرتی ہیں اور تا کہ اپنی لذتوں کے چنے ہوئے پھل فارغ بیٹھ کر کھاؤ۔

(نورالحق رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 122)

عمادالدین کیسا انسان تھا

عمادالدین ایک جھوٹا فریبی اور فتنہ پرداز انسان تھا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

بخدا یہ شخص سراسر نادان اور زبان عرب سے کچھ بھی واقف نہیں اور سوا زبان درازی کے اس میں کچھ بھی جوہر نہیں اس لئے اس کی کتابوں میں بغیر گالیوں اور بکواس کے اور کچھ بھی نہیں اور یہ تو اس سے نہ ہو سکا کہ حق کو پوشیدہ اور اس میں کچھ نقص ثابت کرے پس وہ لاچار ہو کر دشمنوں کی طرح توہین کی طرف دوڑا اور ہم نے کوئی ایسی کتاب نہیں پڑھی جو اس کی کتاب سے زیادہ غصہ دلانے والی ہو اور نہ کوئی سیلاب دیکھا جو اس کے جھوٹ سے زیادہ ہو اور اس کی گالیوں جیسی کسی کی گالیاں نہیں سنیں اور اس کے فریبوں جیسا کسی میں فریب نہ دیکھا۔ پس اس کے فتنہ سے ہم خدا تعالیٰ کی طرف پناہ لے جاتے ہیں اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے اور اس شخص کی بلاؤں سے ہم اس کی پناہ مانگتے ہیں اور اس کی بدیوں سے ہم اس کی طرف شکوہ لے جاتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ یہ شخص بغیر کسی داغ کے اپنی گمراہی سے باز آ جائے۔ اور مفسدوں کی یہی خصلت ہوا کرتی ہے۔ (ایضاً صفحہ 138)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج کا ذکر کریں گے جسمیں آپؑ نے عمادالدین کے لئے نورالحق کی مثل لانے پر پانچ ہزار روپے کا انعام رکھا تھا۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

حضرت علی بن ابی طالبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے دن یا دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی
اور یہی سچ ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو کبھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز کی ادائیگی ترک کی

حضرت علیؓ کی اگر اَور تمام خوبیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو میرے نزدیک ایسی خطرناک حالت میں ان کا خلافت کو منظور کر لینا ایسی جرأت اور دلیری کی بات تھی
جو نہایت ہی قابل تعریف تھی کہ انہوں نے اپنی عزت اور اپنی ذات کی اسلام کے مقابلے میں کوئی پروا نہیں کی اور اتنا بڑا بوجھ اٹھا لیا (المصلح الموعودؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابوتراب، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

میں پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر یہ بھی کہوں گا کہ دعاؤں کی طرف جس طرح توجہ کی ضرورت ہے اس طرح توجہ کا ابھی بھی احساس نہیں ہے
پس پہلے سے بڑھ کر اور بہت بڑھ کر دعاؤں کی طرف توجہ دیں، اللہ تعالیٰ ہمیں جلد ان مشکلات سے نکالے اور آسانیاں پیدا فرمائے
اور ہم حقیقی اسلام کا پیغام آزادی کے ساتھ پاکستان میں بھی اور دنیا کے ہر کونے میں بھی پہنچانے والے ہوں

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعا کی مکرر تحریک

چار مرحومین ڈاکٹر طاہر احمد صاحب آف ربوہ ابن چودھری عبدالرزاق صاحب شہید سابق امیر ضلع نواب شاہ، مکرم حبیب اللہ مظہر صاحب ابن مکرم چودھری اللہ دتہ صاحب،
مکرم خلیفہ بشیر الدین احمد صاحب ابن ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین صاحب اور محترمہ امینہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم خلیفہ رفیع الدین احمد صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 /دسمبر 2020ء بمطابق 18 /فتح 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری میں آپؓ کی خدمت کا ذکر اس طرح ملتا ہے۔ بخاری میں روایت ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور آپؐ کی بیماری بڑھ گئی تو آپؐ نے اپنی ازواج سے اجازت لی کہ میرے گھر میں آپؐ کی تیمارداری کی جائے تو آپؐ کو انہوں نے اجازت دے دی۔ اس پر آپؐ دو آدمیوں کے درمیان نکلے۔ آپؐ کے پاؤں زمین پر لکیر ڈال رہے تھے اور آپؐ حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان تھے یعنی حضرت عائشہؓ کے گھر میں ہی تھے اور وہیں سے آپؐ مسجد جانے کیلئے دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر آئے۔ عبیداللہ نے کہا کہ میں نے اس بات کا ذکر حضرت ابن عباسؓ سے کیا جو حضرت عائشہؓ نے کہی تھی تو انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو وہ کون آدمی تھے جس کا حضرت عائشہؓ نے نام لیا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ ایک تو حضرت عباسؓ تھے جن کا حضرت عائشہؓ نے نام لیا تھا اور دوسرے آدمی جس کا نام نہیں لیا تھا انہوں نے کہا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ، حدیث نمبر 665)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپؐ کی اس بیماری کے دوران جس میں آپؐ فوت ہوئے باہر نکلے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! آج صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے کہا الحمد للہ۔ آج صبح آپ کی طبیعت اچھی ہے۔ اس پر حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا اللہ کی قسم! تم تین دن کے بعد کسی اَور کے ماتحت ہو جاؤ گے کیونکہ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جلد فوت ہو جائیں گے کیونکہ موت کے وقت بنوعبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔ آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپؐ سے پوچھیں کہ یہ معاملہ (یعنی خلافت) کن میں ہو گی؟ اگر ہمارے میں ہوئی تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر یہ ہمارے علاوہ کسی اَور میں ہوئی تو بھی ہم یہ بات جان لیں گے اور آپؐ اس کے بارے میں ہمیں کوئی وصیت کر جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھی اور آپؐ نے ہمیں یہ (اعزاز) نہ دیا تو آپؐ کے بعد لوگ ہمیں نہیں دیں گے۔ بخدا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق نہیں پوچھوں گا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و وفاتہ حدیث 4447، ترجمہ از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، جلد 9، صفحہ 337-338)

یہ بھی بخاری کی روایت ہے۔ بخاری میں اس جگہ عربی الفاظ ہیں۔ أَنْتَ وَاللّٰہِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا۔ اس کے متعلق حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنی کتاب میں یہ نوٹ درج کیا ہے کہ یہ اس شخص کے لیے کنایہ کے طور پر استعمال ہوا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اَور کے ماتحت ہو جائے گا اور مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین دن کے بعد وفات ہو جائے گی۔ (صحیح بخاری، مترجم از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، جلد 9، صفحہ 337، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

حضرت عامر سے روایت ہے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ، حضرت فضلؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ نے غسل دیا اور انہی افراد نے آپؐ کو قبر میں اتارا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بھی داخل کیا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب کم یدخل القبر، حدیث 3209)

حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرنے کے بارے میں مختلف روایتیں آتی ہیں کیونکہ بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے پوری رضا و رغبت کے ساتھ فوراً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ بعض اس کے خلاف لکھتے ہیں۔ بہرحال حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ مہاجرین و انصار نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تو حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھے تو انہوں نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرت علیؓ کو نہ پایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انصار میں سے کچھ لوگ گئے اور حضرت علیؓ کو لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپؐ کے داماد! کیا تم مسلمانوں کی طاقت کو توڑنا چاہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! گرفت نہ کیجیے۔ پھر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔

(سیرۃ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب شخصیتہ وعصرہ، ص 119، الفصل الثانی علی بن ابی طالب فی عھد الخلفاء الراشدین ...... الخ، دار المعرفۃ بیروت لبنان 2006ء، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، صفحہ 693، ذکر اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق یوم السقیفۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

تاریخ طبری میں ہے کہ حبیب بن ابوثابت سے یہ روایت ہے کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے جب ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہا گیا کہ حضرت ابوبکرؓ بیعت لینے کیلئے تشریف فرما ہیں۔ حضرت علیؓ قمیص پہنے ہوئے تھے۔ جلدی سے اس حالت میں باہر نکلے کہ نہ ہی ان پر ازار تھا اور نہ ہی کوئی چادر۔ آپ اس امر کو ناپسند کرتے ہوئے نکلے کہ کہیں اس سے دیر نہ ہو جائے یہاں تک کہ آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر آپؓ نے اپنے کپڑے منگوائے اور وہ کپڑے پہنے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی مجلس میں ہی بیٹھے رہے۔ (تاریخ الطبری، جزء 3، صفحہ 257، حدیث السقیفۃ، مطبوعہ دار الفکر لبنان 2002ء)

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے دن

یا دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ اور یہی سچ ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو کبھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز کی ادائیگی ترک کی۔(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، صفحہ 694، ذکر اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق یوم السقیفۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اول اول حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے بھی تخلف کیا تھا مگر پھر گھر جا کر خدا جانے کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آ گئے اور پگڑی پیچھے منگوائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال آ گیا ہوگا کہ یہ تو بڑی معصیت ہے۔ اس واسطے اتنی جلدی کی کہ پگڑی بھی نہ باندھی۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 10، صفحہ 183، ایڈیشن 1984ء)

یعنی کپڑے بھی پورے نہیں پہنے اور جلدی جلدی آ گئے۔

دوسری قسم کی روایات میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی جیسا کہ بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وفات تک بیعت نہیں کی تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، حدیث 4240)

جبکہ بہت سے علماء نے بخاری میں موجود اس روایت پر جرح کی ہے۔ چنانچہ امام بیہقی سنن الکبریٰ میں امام شہاب الدین زہری کی روایت کا ذکر کرتے ہوئے جس میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت حضرت فاطمہؓ کی وفات تک نہیں کی تھی، تحریر کرتے ہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ امام زہری کی یہ بات کہ حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے حضرت فاطمہؓ کی وفات تک رکے رہے یہ منقطع قول ہے اور حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت زیادہ صحیح ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے سقیفہ کے بعد ہونے والی عام بیعت میں حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب قسم الفیئ و الغنیمۃ، باب بیان مصرف اربعۃ اخماس الفیئ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......حدیث 12732)

اور بعض علماء نے بخاری میں موجود اس روایت کی تطبیق اس طرح سے کی ہے کہ اس دوسری بیعت کو تجدیدِ بیعت کا نام دیا ہے۔ شاید ان علماء کا یہ خیال ہو کہ آخر کوئی بات تو ہوگی اس لیے بخاری جیسی کتاب میں اس روایت کی اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ حضرت علیؓ کی اس دوسری بیعت کو کوئی نام دیا جائے۔ بہرحال یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ بخاری کی سب روایات ٹھیک ہی ہوں۔ چنانچہ ڈاکٹر علی محمد صلابی اپنی کتاب سیرۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب شخصیتہٗ وعصرہٗ میں تحریر کرتے ہیں کہ علامہ ابن کثیر اور بہت سے اہل علم کے نزدیک حضرت علیؓ نے چھ ماہ بعد جب حضرت فاطمہؓ کی وفات ہوئی اپنی بیعت کی تجدید کی ہے۔(سیرۃ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب شَخْصِیَّتُہٗ وَ عَصْرُہٗ، صفحہ 121، المبحث الاول: علی بن ابی طالب فی عہد الصدیق......الخ، دار المعرفۃ بیروت 2006ء)

انہوں نے اس کا نام تجدیدِ بیعت رکھ دیا ہے کہ پہلے بیعت تو کر لی تھی اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد دوبارہ تجدید کی۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہؓ کی وفات ہوئی تو حضرت علیؓ نے مناسب سمجھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ اپنی بیعت کی تجدید کریں۔(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، صفحہ 694، ذکر اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق یوم السقیفۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف ''سر الخلافۃ'' میں بیان فرماتے ہیں یہ عربی کی کتاب ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ اگر ہم یہ فرض کر بھی لیں کہ صدیق اکبر ان لوگوں میں سے تھے (یہ ان کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ پر الزام لگاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس وقت حضرت علیؓ کو خلیفہ ہونا چاہیے تھا) اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر ہم یہ فرض کر بھی لیں کہ صدیق اکبر ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دنیا اور اس کی رعنائیوں کو مقدم کیا اور انہیں چاہا اور وہ غاصب تھے تو ایسی صورت میں ہم اس بات پر مجبور ہوں گے کہ پھر یہ بھی اقرار کریں کہ شیر خدا علی بھی منافقوں میں شامل تھے (نعوذ باللہ) اور جیسا کہ ہم ان کے متعلق خیال کرتے ہیں وہ دنیا کو تیاگ کر اللہ سے لَو لگانے والے نہ تھے بلکہ وہ دنیا اور اس کی دل فریبیوں پر گر پڑنے والے اور اس کی رعنائیوں کے فریفتہ تھے اور اسی وجہ سے آپ نے کافر مرتدوں کا ساتھ نہ چھوڑا (یعنی یہ کافر کہتے ہیں ناں۔ حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں بہت سخت الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں) بلکہ مداہنت اختیار کرنے والوں کی طرح ان میں شامل رہے اور قریباً تیس سال کی مدت تک تقیہ اختیار کیے رکھا۔ پھر جب صدیق اکبر، علی رضی اللہ عنہ وارضیٰ کی نگاہ میں کافر یا غاصب تھے تو پھر کیوں ان کی بیعت پر راضی ہوئے اور کیوں انہوں نے ظلم، فتنے اور ارتداد کی سرزمین سے دوسرے ممالک کی جانب ہجرت نہ کی؟ کیا اللہ کی زمین اتنی فراخ نہ تھی کہ وہ اس میں ہجرت کر جاتے جیسا کہ یہ تقویٰ شعاروں کی سنت ہے۔ وفا شعار ابراہیم کو دیکھو کہ وہ حق کی شہادت میں کیسے شدید القویٰ تھے، (بڑے باہمت نکلے) جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا باپ گمراہ ہو گیا اور راہ حق سے بھٹک گیا ہے اور یہ دیکھا کہ ان کی قوم بتوں کو پوج رہی ہے اور وہ بزرگ و برتر رب کے تارک ہیں تو انہوں نے بلا کسی خوف کے اور ان کی پروا کیے بغیر ان سے منہ موڑ لیا۔ وہ آگ میں ڈالے گئے اور شریروں کے خوف سے تقیہ اختیار نہ کیا۔ یہ ہے نیکوکاروں کی سیرت کہ وہ شمشیر وسناں سے نہیں ڈرتے اور وہ تقیہ کو گناہ کبیرہ اور بے حیائی اور تعدی تصور کرتے ہیں۔ اگر (بالفرض) ان سے اس قسم کی ذلیل حرکت ذرا سی بھی صادر ہو جائے تو وہ اللہ کی طرف استغفار کرتے ہوئے رجوع کرتے ہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ صدیقؓ اور فاروقؓ کافر اور حقوق غصب کرنے والے ہیں، انہوں نے ان کی کیسے بیعت کر لی۔ وہ یعنی حضرت علیؓ ان دونوں کی معیت میں ایک لمبی عمر تک ساتھ رہے اور پورے اخلاص اور عقیدے سے ان دونوں کی اتباع کی اور اس میں نہ کبھی انہوں نے کمزوری دکھائی اور نہ ہی کسی کراہت کا اظہار فرمایا، نہ کوئی اور وجہ آڑے آئی اور نہ ہی آپؓ کے ایمانی تقویٰ نے آپؓ کو اس سے روکا۔ بایں ہمہ کہ آپؓ ان حضرات کے فساد، کفر اور ارتداد سے آگاہ تھے۔ (علاوہ ازیں) آپ کے اور اقوام عرب کے درمیان نہ کوئی بند دروازہ تھا اور نہ ہی کوئی لمبا چوڑا پردہ اور نہ ہی آپ کوئی قیدی تھے۔ (ایسی صورت میں) آپ پر یہ واجب تھا کہ آپ کسی دوسرے عرب علاقے اور شرق اور غرب کے کسی حصہ کی جانب ہجرت فرما جاتے۔ (اگر ایسے حالات تھے، زبردستی تھی۔ کوئی زبردستی تو نہیں تھی۔ ہجرت کر سکتے تھے) اور لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نہ صرف ہجرت کر جاتے بلکہ لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرتے کہ یہ لوگ تو مرتد اور کافر ہیں ان کے خلاف جنگ کرو۔ اور بادیہ نشینوں کو لڑائی کی ترغیب دیتے اور اپنی فصاحت بیانی سے ان کو مسخر کرتے اور پھر مرتد ہونے والے لوگوں سے جنگ کرتے۔ پھر فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے گرد اندازاً ایک لاکھ بادیہ نشین جمع ہو گئے تھے جبکہ علی اس مدد کے زیادہ حقدار تھے اور اس مہم جوئی کے لیے زیادہ مناسب تھے۔ پھر کیوں آپ یعنی حضرت علیؓ کافروں کے پیچھے لگ گئے، یعنی پہلے خلفاء کے جن کو تم کافر کہتے ہو۔ آپ برسراقتدار ہوئے مگر سست لوگوں کی طرح بیٹھے رہے اور مجاہدوں کی طرح اٹھ کھڑے نہ ہوئے۔ وہ کون سی بات تھی جس نے آپ کو اقبال وعروج کی تمام علامات ہوتے ہوئے بھی اس خروج سے روکے رکھا، ان باتوں سے روکے رکھا۔ آپ جنگ وجدل اور حق کی تائید اور لوگوں کو دعوت دینے کیلئے کیوں نہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیا آپ قوم کے سب سے فصیح وبلیغ واعظ اور ان لوگوں میں سے نہ تھے جو کلام میں روح پھونک دیا کرتے ہیں۔ اپنی بلاغت اور حسن بیان کے زور سے اور سامعین کے لیے اپنی قوت تاثیر سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لینا آپ کیلئے محض ایک گھنٹہ بلکہ اس سے بھی کم تر وقت کا کام تھا۔ اور جب لوگ ایک کاذب دجال کے گرد جمع ہو گئے تو شیر خدا کی کیفیت تو کچھ اور ہی ہونی چاہئے تھی جو بڑے بڑے کام کرنے والے رب کا تائید یافتہ اور رب العالمین کا محبوب تھا۔ پھر عجیب تر اور حیران کن بات یہ ہے کہ آپ نے صرف مبائعین میں سے ہونے پر اکتفا نہیں فرمایا۔ یعنی یہی نہیں کیا کہ صرف بیعت کر لی، بلکہ ہر نماز شیخین (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ) کے پیچھے ادا کی اور کسی وقت بھی اس میں تخلّف نہ فرمایا اور نہ ہی شکوہ کرنے والوں کی طرح اس سے گریز کیا۔ آپؓ ان کی شوریٰ میں شامل ہوئے اور ان کے دعویٰ کی تصدیق کی اور اپنی پوری ہمت اور پوری طاقت سے ان کی مدد کی اور کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ اس لیے غور کرو اور بتاؤ کہ کیا ستم رسیدوں اور مکفروں کی یہی نشانیاں ہوتی ہیں؟ اور پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ کذب وافترا کا علم ہونے کے باوجود وہ یعنی حضرت علیؓ کاذبوں کی اتباع کرتے رہے گویا کہ صدق وکذب ان کے نزدیک یکساں تھے۔ آپ حضرت علیؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کیا حضرت علیؓ یہ نہیں جانتے تھے کہ جو لوگ قادر وتوانا ذات پر توکل کرتے ہیں وہ ایک لحظہ کیلئے بھی مداہنت کی راہ کو اہمیت نہیں دیتے خواہ انہیں سچائی کی خاطر جلا دیا جائے، ہلاکت میں ڈال دیا جائے اور پارہ پارہ کر دیا جائے۔

(سر الخلافہ، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 349 تا 351، اردو ترجمہ ماخوذ از سر الخلافہ، صفحہ 86 تا 91، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرما دیا کہ حضرت علیؓ نے کبھی بھی اپنے سے پہلے خلفاء کی مخالفت نہیں کی تھی بلکہ ان کی بیعت کی ورنہ جو باتیں تم حضرت علیؓ کے بارے میں کہتے ہو کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی یہ بات تو حضرت علیؓ کے مقام کو گراتی ہے نہ کہ بڑھاتی ہے۔

خلفائے ثلاثہ کے دور میں حضرت علیؓ کی کیا خدمات تھیں یعنی آپ سے پہلے جو تین خلفاء گزرے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عرب کے بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اور مدینہ میں بھی منافقین نے سر اٹھایا اور بنوحَنِیفہ اور یَمَامہ کے بہت زیادہ لوگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل گئے جبکہ قبیلہ بنو اسد اور طے اور دیگر بہت سے لوگ طُلَیحہ اَسَدِی کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اس نے بھی مسیلمہ کی طرح نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ مصیبت بہت بڑھ گئی اور صورتحال بشدت بگڑ گئی۔ ایسے میں جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کیا تو آپؓ کے پاس بہت کم لوگ رہ گئے تھے۔ اس پر بہت سے بدوؤں کا مدینہ پر قبضہ کیلئے دل للچایا اور انہوں نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنایا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ میں داخل ہونے والے مختلف راستوں پر مدینہ کے اردگرد پہرے دار مقرر کر دیے جو اپنے دستوں کے ساتھ مدینہ کے اردگرد پہرہ دیتے ہوئے رات گزارتے تھے۔ ان پہرہ داروں کے نگرانوں میں سے حضرت علی بن ابی طالبؓ، زبیر بن عوامؓ، طلحہ بن عبداللہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ، جزء 7، صفحہ 307-308، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

یعنی فوج کا جو ایک حصہ تھا، جو حفاظت کیلئے مقرر کیا گیا تھا حضرت علیؓ اس وقت بھی اس کے نگران تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی جب عام خبر پھیلی تو عرب کے اکثر قبائل مرتد ہو گئے اور ادائیگی زکوٰۃ سے پہلوتہی کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ عروہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ مہاجرین وانصار کو ساتھ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور جب نجد کے بلند علاقے کے بالمقابل ایک تالاب پر پہنچے تو بدو وہاں سے اپنے بال بچوں سمیت بھاگ کھڑے ہوئے۔ اصل میں تو یہ ہے کہ ایک طرف مسلمان ہونے کا بھی دعویٰ تھا، پوری طرح مرتد بھی نہیں تھے اور دوسری طرف زکوٰۃ دینے سے بھی انکاری تھے اس لیے جنگ کی گئی تھی۔ یہ نہیں ہے کہ مرتد ہونے کی وجہ سے ان کو سزا مل رہی تھی۔ اس پر جب وہ بھاگ کھڑے

ہوئے تو اس پر لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ اپنے بچوں اور عورتوں کے پاس واپس مدینہ لَوٹ چلیں اور لشکر پر کسی شخص کو امیر بنا دیں۔ لوگوں کے اصرار پر آپؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو امیر لشکر مقرر کیا اور ان سے فرمایا کہ اگر وہ لوگ اسلام لے آئیں اور زکوٰۃ دیں تو تم میں سے جو واپس آنا چاہے یعنی بیعت میں آجائیں اور زکوٰۃ دیں تو جو واپس آنا چاہے وہ آجائے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ مدینہ لَوٹ آئے۔

(تاریخ الخلفاء از جَلَالُ الدِّیْن عَبْدُالرَّحْمٰن بِنِ اَبِی بَکر السُّیُوطِی، صفحہ 61، الخلیفۃ الاول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، فصل فی ما وقع فی خلافتہ)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں بعض سفروں کے پیش آنے پر حضرت علیؓ کو اپنی جگہ مدینہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ واقعہ جِسر کے موقع پر جو مسلمانوں کو ایرانی فوجوں کے مقابلہ پر ایک قسم کی زک اٹھانی پڑی تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کے مشورہ سے ارادہ کیا کہ آپ خود اسلامی فوج کے ساتھ ایران کی سرحد پر تشریف لے جائیں تو آپ نے اپنے پیچھے حضرت علیؓ کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔‘‘ (حق الیقین، انوار العلوم، جلد 9، صفحہ 383-384)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’سب سے بڑی اور ہولناک شکست جو اسلام کو پیش آئی وہ جنگ جسر تھی۔ ایرانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا زبردست لشکر گیا۔ ایرانی سپہ سالار نے دریا پار اپنے مورچے بنائے اور ان کا انتظار کیا۔ اسلامی لشکر نے جوش میں بڑھ کر ان پر حملہ کیا اور دھکیلتے ہوئے آگے نکل گئے مگر یہ ایرانی کمانڈر کی چال تھی۔ اس نے ایک فوج بازو سے بھیج کر‘‘ یعنی ایک سائیڈ سے بھیج کر ’’پل پر قبضہ کر لیا اور تازہ حملہ مسلمانوں پر کر دیا۔ مسلمان مصلحتاً پیچھے لوٹے مگر دیکھا کہ پل پر دشمن کا قبضہ ہے۔ گھبرا کر دوسری طرف ہوئے تو دشمن نے شدید حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی بڑی تعداد دریا میں کودنے پر مجبور ہوگئی اور ہلاک بھی ہوگئی۔ مسلمانوں کا یہ نقصان ایسا خطرناک تھا کہ مدینہ تک اس سے ہل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا اب مدینہ اور ایران کے درمیان کوئی روک باقی نہیں۔ مدینہ بالکل ننگا ہے اور ممکن ہے کہ دشمن چند دنوں تک یہاں پہنچ جائے اس لئے میں خود کمانڈر بن کر جانا چاہتا ہوں۔ باقی لوگوں نے تو اس تجویز کو پسند کیا مگر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر خدانخواستہ آپؓ کام آگئے‘‘ شہید ہو گئے ’’تو مسلمان تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ بالکل منتشر ہو جائے گا۔ اس لئے کسی اور کو بھیجنا چاہئے آپ خود تشریف نہ لے جائیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو جو شام میں رومیوں سے جنگ میں مصروف تھے لکھا کہ تم جتنا لشکر بھیج سکتے ہو بھیج دو کیونکہ اس وقت مدینہ بالکل ننگا ہو چکا ہے اور اگر دشمن کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو وہ مدینہ پر قابض ہو جائے گا۔‘‘

(مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ...... میں بعض اہم ہدایات، انوار العلوم، جلد 22، صفحہ 56-57)

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں فتنہ و فساد ہوا تو حضرت علیؓ نے ان کا رفع کرنے کیلئے ان کو مخلصانہ مشورے دیے۔ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے ان سے پوچھا کہ ملک میں موجود شورش اور ہنگامے کی حقیقی وجہ اور اسکے رفع کرنے کی صورت کیا ہے؟ انہوں نے (حضرت علیؓ نے) نہایت خلوص اور آزادی سے ظاہر کر دیا کہ موجودہ بے چینی تمام تر آپؓ کے عمال کی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے عُمّال کے انتخاب میں انہی صفات کو ملحوظ رکھا ہے جو حضرت عمرؓ کے پیش نظر تھے پھر ان سے عام بیزاری کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں یہ صحیح ہے لیکن حضرت عمرؓ نے سب کی تکمیل اپنے ہاتھ میں دے رکھی تھی اور گرفت ایسی سخت تھی کہ عرب کا سرکش سے سرکش اونٹ بھی بلبلا اٹھتا۔ بڑی سختی سے نگرانی رکھی ہوئی تھی۔ برخلاف اس کے آپؓ ضرورت سے زیادہ نرم ہیں۔ آپ کے عُمّال اس نرمی سے فائدہ اٹھا کر من مانی کارروائیاں کرتے ہیں اور آپ کو اس کی خبر بھی نہیں ہونے پاتی۔ رعایا سمجھتی ہے کہ عُمّال جو کچھ کرتے ہیں وہ سب دربار خلافت کے احکام کی تکمیل ہے۔ اس طرح تمام بے اعتدالیوں کا ہدف آپ کو بننا پڑتا ہے۔

جب مصریوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور اس قدر شدت اختیار کی کہ کھانے پینے سے بھی محروم کر دیا۔ حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو محاصرہ کرنے والوں کے پاس گئے اور فرمایا تم لوگوں نے جس قسم کا محاصرہ قائم کیا ہے وہ نہ صرف اسلام بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ کفار بھی مسلمانوں کو قید کر لیتے ہیں تو کھانے پینے سے محروم نہیں کرتے۔ حضرت عثمانؓ کے بارے میں فرمایا کہ اس شخص نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے جو ایسی سختی روا رکھتے ہو۔ محاصرین نے حضرت علیؓ کی سفارش کی کچھ پروا نہیں کی اور محاصرے میں سہولت پیدا کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ غصہ میں اپنا عمامہ پھینک کر واپس چلے گئے۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ، جلد 1 صفحہ 207-208، امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰؓ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ان کا پانی بند کر دیا۔ اس پر آپؓ نے (حضرت عثمانؓ نے) اوپر سے جھانک کر دیکھا۔ انہوں نے کہا کیا تم لوگوں میں علیؓ ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا سعدؓ ہیں؟ جواب ملا نہیں۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر حضرت عثمانؓ نے کہا کیا تم میں سے کوئی ہے جو علیؓ سے جا کر کہے کہ وہ ہمیں پانی پلائیں۔ حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ہوئی تو انہوں نے پانی کی بھری ہوئی تین مشکیں آپ کے گھر روانہ کیں مگر باغیوں کی مزاحمت کی وجہ سے یہ مشکیں حضرت عثمانؓ کے گھر نہیں پہنچ رہی تھیں، ان کو لے جانے نہیں دے رہے تھے۔ ان مشکوں کو پہنچانے کی کوشش میں بَنُو ہَاشِم اور بَنُو اُمَیَّہ کے کئی غلام زخمی ہوئے تاہم پانی آخر کار حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچ گیا۔

حضرت علیؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا منصوبہ ہے تو آپؓ نے اپنے صاحبزادوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ سے فرمایا: اپنی تلواریں لے کر جاؤ اور حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور خبردار کوئی بلوائی آپؓ تک پہنچنے نہ پائے۔ یہ دیکھ کر باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر تیر اندازی شروع کر دی جس سے حضرت حسنؓ اور محمد بن طلحہ لہولہان ہو گئے۔ اسی اثنا میں محمد بن ابوبکر دو ساتھیوں سمیت ایک انصاری کے گھر کی طرف سے چھپ کر حضرت عثمانؓ کے گھر میں کود دے اور آپؓ کو شہید کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپؓ نے آ کر دیکھا کہ حضرت عثمانؓ واقعی شہید کر دیے گئے ہیں۔ اس پر آپؓ نے اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ تم دونوں کے دروازے پر پہرہ دار ہونے کے باوجود حضرت عثمانؓ کس طرح شہید کر دیے گئے؟ یہ کہہ کر آپؓ نے حضرت حسنؓ کو تھپڑ مارا اور حضرت حسینؓ کے سینے پر ہاتھ مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو برا بھلا کہا اور غصہ کی حالت میں وہاں سے آپ گھر لَوٹ آئے۔ (تاریخ الخلفاء از جَلَالُ الدِّیْن عَبْدُالرَّحْمٰن بِنِ اَبِی بَکر السُّیُوطِی، صفحہ 123-124، دار الکتاب العربی بیروت لبنان 1999ء)

شدّاد بن اوس بیان کرتے ہیں کہ یَوْمُ الدَّار کو جب حضرت عثمانؓ کے محاصرے نے شدت اختیار کر لی۔ (یوم الدار اس دن کو کہا جاتا ہے جس دن حضرت عثمانؓ کو باغیوں نے اپنے گھر میں محصور کر کے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا تھا) تو حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا اے اللہ کے بندو! راوی کہتے ہیں اس پر میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ اپنے گھر سے باہر نکل رہے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ باندھا ہوا ہے اور اپنی تلوار لٹکائی ہوئی ہے۔ ان کے آگے مہاجرین و انصار کا گروہ تھا جس میں حضرت حسنؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے باغیوں پر حملہ کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے گھر میں داخل ہوئے اور حضرت علیؓ نے عرض کی کہ اے امیر المومنین آپ پر سلامتی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کی بلندی اور مضبوطی اس وقت حاصل ہوئی جب آپ نے ماننے والوں کو ساتھ لے کر منکرین سے جنگ کی۔ بخدا میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ کو ضرور قتل کرنے والے ہیں۔ پس آپ ہمیں ان سے لڑائی کرنے کا حکم دیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہر اس شخص کو جو اللہ کو حق سمجھتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میرا اس پر حق ہے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میری خاطر نہ کسی کا سینگی برابر خون بہائے اور نہ میری خاطر اپنا خون بہائے۔ حضرت علیؓ نے دوبارہ وہی درخواست کی جس پر حضرت عثمانؓ نے وہی جواب دیا۔ راوی کہتے ہیں اس پر میں نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا جبکہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ ہم نے اپنی تمام کوششیں صرف کر ڈالی ہیں۔ پھر آپ مسجد نبویؐ میں تشریف لائے نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لوگوں نے آپ سے کہا اے ابوالحسن! آگے بڑھیں اور لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکتا جبکہ امام محصور ہے، میں اکیلے نماز پڑھ لوں گا۔ پھر آپؓ تنہا نماز پڑھ کر واپس چلے گئے۔ حضرت علیؓ کا بیٹا آیا اور اس نے آپ سے کہا اے میرے باپ! بخدا مخالفین نے حضرت عثمانؓ کے گھر پر حملہ کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ خدا کی قسم! وہ انہیں قتل کر دیں گے۔ لوگوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا حضرت عثمانؓ کہاں ہوں گے یعنی شہادت کے بعد۔ فرمایا اللہ کی قسم! جنت میں۔ لوگوں نے پوچھا اور یہ لوگ کہاں ہوں گے جنہوں نے قتل کیا ہے اے ابوالحسن! یہ لوگ کہاں ہوں گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: خدا کی قسم! آگ میں۔ آپؓ نے تین بار یہ کہا۔

(ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، جلد 3، صفحہ 68-69، الباب الثالث: فی مناقب أمیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، الفصل الحادی عشر: فی مقتلہ و ما یتعلق بہ، دار الکتب العلمیۃ 1984ء)

باغیوں نے جب مدینے کا محاصرہ کر لیا تو ان حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’اہل مصر حضرت علیؓ کے پاس گئے۔ وہ اس وقت مدینہ سے باہر ایک حصہ لشکر کی کمان کر رہے تھے اور اس کا سر کچلنے پر آمادہ کھڑے تھے۔ ان لوگوں نے آپؓ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدانتظامی کے باعث اب خلافت کے قابل نہیں ہم ان کو علیحدہ کرنے کیلئے آئے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپؓ ان کے بعد اس عہدے کو قبول کریں گے۔ انہوں نے ان کی بات سن کر اس غیرت دینی سے‘‘ یعنی حضرت علی نے منافقین کی بات سن کر ’’اس غیرت دینی سے کام لے کر جو آپؓ کے رتبہ کے آدمی کا حق تھا ان لوگوں کو دھتکار دیا اور بہت سختی سے پیش آئے اور فرمایا کہ سب نیک لوگ جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کے طور پر ذُوالمَرْوَہ اور ذُوخُشُب (جہاں ان لوگوں کا ڈیرہ تھا) پر ڈیرہ لگانے والے لشکروں کا ذکر فرما کر ان پر لعنت فرمائی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ، جزء 7، صفحہ 174، مطبوعہ بیروت 1966ء) پس خدا تمہارا برا کرے تم واپس چلے جاؤ۔ اس پر ان لوگوں نے کہا بہت اچھا۔ ہم واپس چلے جائیں گے اور یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔‘‘

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم، جلد 4، صفحہ 299)

حضرت عثمانؓ کی شہادت اور اسکے بعد حضرت علیؓ کی جو بیعت خلافت ہے اسکے بارے میں ذکر کہیں پہلے بھی میں ایک دفعہ مختصر بیان کر چکا ہوں۔ بہرحال پہلے تفصیل سے کیا تھا۔ اب یہاں تھوڑا سا واقعہ مختصر بتا دیتا ہوں۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو تمام لوگ حضرت علیؓ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے جن میں صحابہ اور

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(آل عمران: 148)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

دیگر لوگ بھی شامل تھے۔ وہ سب یہی کہہ رہے تھے کہ علی امیر المومنین ہیں۔ وہ آپ کے پاس آپ کے گھر حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں کیونکہ آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے بلکہ یہ اصحابِ بدر کا کام ہے۔ پس جس کے بارے میں اصحاب بدر راضی ہوں گے وہی خلیفہ ہوگا۔ اس پر سبھی لوگ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم کسی کو آپ سے زیادہ اس بات کا حقدار نہیں سمجھتے۔ پس اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ آپؓ نے فرمایا طلحہؓ اور زبیر کہاں ہیں۔ پھر سب سے پہلے حضرت طلحہؓ نے آپؓ کی زبانی بیعت کی اور سب سے پہلے حضرت سعدؓ نے آپؓ کی دستی بیعت کی۔ جب حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو آپؓ مسجد کی طرف نکلے اور منبر پر چڑھے۔ حضرت طلحہؓ سب سے پہلے شخص تھے جو حضرت علیؓ کی طرف منبر پر چڑھے اور آپؓ کی بیعت کی ان کے بعد حضرت زبیرؓ نے بیعت کی اور پھر باقی صحابہؓ نے بیعت کی۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر، جلد 4، صفحہ 107، ذکر علی بن ابی طالب، دار الکتب العلمیۃ لبنان 2008ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد کے واقعات کا جو تذکرہ کیا ہے اس میں جس طرح آپؓ نے بیان فرمایا وہ یوں ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا تو مفسدوں نے بیت المال کو لوٹا اور اعلان کر دیا کہ جو مقابلہ کرے گا قتل کر دیا جائے گا۔ لوگوں کو جمع نہیں ہونے دیا جاتا تھا، کوئی اکٹھا نہیں ہوسکتا تھا۔ جس طرح آج کل دفعہ 144 لگتی ہے اس طرح لگا دی تھی اور مدینہ کا انہوں نے سخت محاصرہ کر رکھا تھا اور کسی کو باہر نہیں نکلنے دیا جاتا تھا یا کہنا چاہیے کرفیو جس طرح لگتا ہے اس طرح لگا دیا تھا حتی کہ حضرت علیؓ جن کی محبت کا وہ لوگ دعویٰ کرتے تھے ان کو بھی روک دیا گیا تھا اور مدینہ میں خوب لوٹ مچائی۔ ادھر تو یہ حالت تھی اور ادھر انہوں نے اپنی قساوتِ قلبی کا یہاں تک ثبوت دیا کہ حضرت عثمانؓ جیسے مقدس انسان کو جن کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تعریف کی ہے قتل کرنے کے بعد بھی نہ چھوڑا اور لاش کو تین چار دن تک دفن نہ کرنے دیا۔ آخر چند صحابہؓ نے مل کر رات کو پوشیدہ طور پر دفن کیا۔ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہی کچھ غلام بھی شہید ہوئے تھے۔ ان کی لاشوں کو دفن کرنے سے روک دیا اور کتوں کے آگے ڈال دیا۔ حضرت عثمانؓ اور غلاموں کے ساتھ یہ سلوک کرنے کے بعد مفسدوں نے مدینہ کے لوگوں کو جن کے ساتھ ان کی کوئی مخالفت نہ تھی چھٹی دے دی اور صحابہؓ نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا۔ پانچ دن اسی طرح گزر گئے کہ مدینہ کا کوئی حاکم نہ تھا۔ مفسد اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ کسی کو خود خلیفہ بنائیں اور جس طرح چاہیں اس سے کرائیں لیکن صحابہ میں سے کسی نے یہ برداشت نہ کیا کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے ان کا خلیفہ بنے۔ مفسد حضرت علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کے پاس باری باری گئے اور انہیں خلیفہ بننے کیلئے کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ جب انہوں نے انکار کر دیا اور مسلمان ان کی موجودگی میں اَور کسی کو خلیفہ نہیں مان سکتے تھے تو مفسدوں نے ان کے متعلق بھی جبر سے کام لینا شروع کر دیا کیونکہ انہوں نے خیال کیا کہ اگر کوئی خلیفہ نہ بنا تو تمام عالم اسلامی میں ہمارے خلاف ایک طوفان برپا ہو جائے گا۔ انہوں نے اعلان کر دیا کہ اگر دو دن کے اندر اندر کوئی خلیفہ بنا لیا جائے تو بہتر ورنہ ہم علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ اور سب بڑے بڑے لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ اس پر مدینہ والوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا وہ ہم سے اور ہمارے بچوں اور عورتوں سے کیا کچھ نہ کریں گے۔ وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور انہیں خلیفہ بننے کیلئے کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میں خلیفہ ہوا تو تمام لوگ یہی کہیں گے کہ میں نے عثمانؓ کو قتل کرایا ہے اور یہ بوجھ مجھ سے نہیں اٹھ سکتا۔ یہی بات حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے کہی اور صحابہ نے بھی جن کو خلیفہ بننے کیلئے کہا گیا انکار کر دیا۔ آخر سب لوگ پھر علیؓ کے پاس گئے اور کہا جس طرح بھی ہو آپؓ یہ بوجھ اٹھائیں۔ آخر انہوں نے کہا کہ میں اس شرط پر یہ بوجھ اٹھاتا ہوں کہ سب لوگ مسجد میں جمع ہوں اور مجھے قبول کریں۔ چنانچہ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے قبول کیا مگر بعض نے اس پر انکار کر دیا کہ جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا نہ دی جائے اس وقت تک ہم کسی کو خلیفہ نہیں مانیں گے اور بعض نے کہا جب تک باہر کے لوگوں کی رائے نہ معلوم ہو جائے کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہئے مگر ایسے لوگوں کی تعداد بہت قلیل تھی۔ اس طرح حضرت علیؓ نے خلیفہ بننا تو منظور کر لیا مگر وہی نتیجہ ہوا جس کا انہیں خطرہ تھا۔ تمام عالم اسلامی نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کرایا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی اگر اَور تمام خوبیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو میرے نزدیک ایسی خطرناک حالت میں ان کا خلافت کو منظور کر لینا ایسی جرأت اور دلیری کی بات تھی جو نہایت ہی قابل تعریف تھی کہ انہوں نے اپنی عزت اور اپنی ذات کی اسلام کے مقابلے میں کوئی پروا نہیں کی اور اتنا بڑا بوجھ اٹھا لیا۔ (ماخوذ از واقعات خلافت علوی، انوار العلوم، جلد 4، صفحہ 635-637)

پھر حضرت مصلح موعودؓ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد کے واقعات میں ایک اَور جگہ ذکر کرتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں کہ ’’ایک دو دن تو خوب لوٹ مار کا بازار گرم رہا لیکن جب جوش ٹھنڈا ہوا تو ان باغیوں کو اپنے انجام کا فکر ہوا اور ڈرے کہ اب کیا ہوگا۔ چنانچہ بعض تو یہ سمجھ کر کہ حضرت معاویہؓ ایک زبردست آدمی ہیں اور ضرور اس قتل کا بدلہ لیں گے شام کا رخ کیا اور وہاں جا کر خود ہی واویلا کرنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے اور کوئی ان کا قصاص نہیں لیتا۔ کچھ بھاگ کر مکہ کے راستے میں حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ سے جا ملے اور کہا کہ کس قدر ظلم ہے کہ خلیفہ اسلام شہید کیا جائے اور مسلمان خاموش رہیں۔ کچھ بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اس وقت مصیبت کا وقت ہے اسلامی حکومت کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے آپؓ بیعت لیں تا لوگوں کا خوف دور ہو اور امن و امان قائم ہو۔ جو صحابہ مدینہ میں موجود تھے انہوں نے بھی بالاتفاق یہی مشورہ دیا کہ اس وقت یہی مناسب ہے کہ آپؓ اس بوجھ کو اپنے سر پر رکھیں کہ آپؓ کا یہ کام موجب ثواب و رضائے الٰہی ہوگا۔ جب چاروں طرف سے آپؓ کو مجبور کیا گیا تو کئی دفعہ انکار کرنے کے بعد آپؓ نے مجبوراً اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور بیعت لی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علیؓ کا یہ فعل بڑی حکمت پر مشتمل تھا۔ اگر آپؓ اس وقت بیعت نہ لیتے تو اسلام کو اس سے بھی زیادہ نقصان پہنچتا جو آپ کی اور حضرت معاویہ کی جنگ سے پہنچا۔‘‘

(انوار خلافت، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 197-198)

یہ حضرت مصلح موعودؓ نے نتیجہ نکالا ہے۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کو توڑا یہ غلط مثال ہے۔ یہ جو تھا ناں کہ بیعت کر لی اور آرام سے بیعت کر لی تو وہ اتنی آرام سے نہیں ہوئی تھی۔ اس کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ پھر بیعت کو توڑ کر حضرت عائشہؓ کے ساتھ چلے گئے یا ان کے خلاف جنگ کی۔ اسکے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں۔ یہ غلط مثال اور تاریخ سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ اس طرح نہیں ہوا۔ تاریخیں اس بات پر متفقہ طور پر شاہد ہیں کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی جو بیعت کی تھی وہ بیعت طوعی نہیں تھی بلکہ جبراً ان سے بیعت لی گئی تھی۔ چنانچہ محمد اور طلحہ دو راویوں سے طبری میں یہ روایت آتی ہے کہ حضرت عثمانؓ جب شہید ہو گئے تو لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ جلد کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے تا امن قائم ہو اور فساد مٹے۔ آخر لوگ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا کہ آپ ہماری بیعت لیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر تم نے میری بیعت کرنی ہے تو تمہیں ہمیشہ میری فرمانبرداری کرنی پڑے گی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہے تو میں تمہاری بیعت لینے کیلئے تیار ہوں ورنہ کسی اور کو اپنا خلیفہ مقرر کر لو میں اس کا ہمیشہ فرمانبردار رہوں گا اور تم سے زیادہ اسکی اطاعت کروں گا جو بھی خلیفہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آپؓ کی اطاعت منظور ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پھر سوچ لو اور آپس میں مشورہ کر لو۔ چنانچہ انہوں نے مشورے سے یہ طے کیا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اگر حضرت علیؓ کی بیعت کر لیں تو سب لوگ حضرت علیؓ کی بیعت کر لیں گے ورنہ جب تک وہ حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کریں گے اس وقت تک پورے طور پر امن قائم نہیں ہوگا۔ اس پر حکیم بن جَبَلَہ کو چند آدمیوں کے ساتھ حضرت زبیرؓ کی طرف اور مالک اُشْتَر کو چند آدمیوں کے ساتھ حضرت طلحہؓ کی طرف روانہ کیا گیا جنہوں نے تلواروں کا نشانہ کر کے انہیں بیعت پر آمادہ کیا یعنی وہ تلواریں سونت کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ کی بیعت کرنی ہے تو کرو ورنہ ابھی ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ چنانچہ انہوں نے مجبور ہو کر رضامندی کا اظہار کر دیا اور یہ واپس آ گئے۔ دوسرے دن حضرت علیؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا: اے لوگو! تم نے کل مجھے ایک پیغام دیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ تم اس پر غور کر لو۔ کیا تم نے غور کر لیا ہے اور کیا تم میری کل والی بات پر قائم ہو؟ اگر قائم ہو تو یاد رکھو کہ تمہیں میری کامل فرمانبرداری کرنی پڑے گی۔ اس پر وہ پھر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس گئے اور ان کو زبردستی کھینچ کر لائے اور روایت میں صاف لکھا ہے کہ جب وہ حضرت طلحہؓ کے پاس پہنچے اور ان سے بیعت کرنے کیلئے کہا تو انہوں نے جواب دیا۔ اِنِّیۡ اِنَّمَا اُبَایِعُ کَرۡهًا۔ دیکھو میں زبردستی بیعت کر رہا ہوں۔ خوشی سے بیعت نہیں کر رہا۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ کے پاس جب لوگ گئے اور بیعت کیلئے کہا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ اِنِّیۡ اِنَّمَا اُبَایِعُ کَرۡهًا۔ کہ تم مجھ کو مجبور کر کے بیعت کروا رہے ہو، دل سے میں یہ بیعت نہیں کر رہا۔ اس طرح عبدالرحمٰن بن جُنْدُب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد اُشْتَر طلحہ کے پاس گئے اور بیعت کیلئے کہا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے مہلت دو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے نہ چھوڑا اور جَآءَ بِهٖ یَتُلُّهٗ تَلًّا عَنِیۡفًا۔ ان کو زمین پر نہایت سختی سے گھسیٹتے ہوئے لے آئے جیسے بکرے کو گھسیٹا جاتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود، جلد 18، صفحہ 300-302)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی حضرت طلحہؓ جس وقت ایک باہمی اختلاف کے موقع پر حضرت علیؓ کے مقابل پر کھڑے ہوئے اور پھر جب ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ اس میں میری غلطی تھی تو وہ میدان جنگ سے چلے گئے۔‘‘ یہاں یہ قصہ اب شروع ہوتا ہے کہ حضرت طلحہؓ مقابلے پر آئے اور بیعت نہیں کی لیکن اس کی تفصیل بھی بیان فرماتے ہیں، آپؓ مقابلہ پر بیشک آئے، پہلے بیعت زبردستی کی۔ پھر مقابلے پر بھی آئے۔ مطلب زبردستی کروائی گئی پھر بعد میں جب موقع ملا تو اختلاف بھی ہوا، پھر

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ

مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ عَشۡرًا (مسلم)

یعنی جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل کرتا ہے۔

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ’’باب الصدقہ‘‘ ہے

جہاں سے صدقہ و خیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔ (مسلم)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

جنگ بھی ہوئی لیکن جب بات ان کی سمجھ میں آ گئی تو پھر وہ چھوڑ کے میدان جنگ سے چلے گئے کہ حضرت علیؓ ٹھیک ہیں۔اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں۔’’آپ واپس گھر جا رہے تھے تو کسی وحشی انسان نے جو حضرت علیؓ کی فوج میں سے کہلاتا تھا راستے میں جاتے ہوئے ان کو قتل کر دیا اور پھر حضرت علیؓ کے پاس انعام کی خواہش میں آ کر کہا کہ میں آپؓ کو بشارت دیتا ہوں کہ آپؓ کا دشمن طلحہؓ میرے ہاتھوں مارا گیا۔حضرت علیؓ نے کہا کہ میں تم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے جہنم کی بشارت دیتا ہوں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا تھا کہ طلحہؓ کو ایک جہنمی قتل کرے گا۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 26، صفحہ 385)

پھر ایک اور جگہ اسی واقعے کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:’’حاکم نے روایت کی ہے کہ ثَوْر بن مَجْزَاہ نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں واقعہ جمل کے دن حضرت طلحہؓ کے پاس سے گزرا۔اس وقت ان کی نزع کی حالت قریب تھی۔’’جب اس نے زخمی کیا اس وقت نزع کی حالت تھی‘‘ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم کون سے گروہ سے ہو؟ میں نے کہا کہ حضرت امیر المومنین علیؓ کی جماعت میں سے ہوں تو کہنے لگے اچھا اپنا ہاتھ بڑھاؤ تا کہ میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرلوں۔ چنانچہ انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر جان بحق تسلیم کر گئے۔ میں نے آ کر حضرت علیؓ سے تمام واقعہ عرض کر دیا۔آپؓ سن کر کہنے لگے اللہ اکبر! خدا کے رسول کی بات کیا سچی ثابت ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے یہی چاہا کہ طلحہؓ میری بیعت کے بغیر جنت میں نہ جائے۔(آپؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے)‘‘

(القول الفصل، انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 318-319)

پہلے گو مجبوری کی بیعت تھی لیکن جیسا کہ میں نے کہا وفات سے قبل کامل شرح صدر سے بیعت کر لی۔ نیکی تھی، سعادت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا جنت میں لے جانے کا وعدہ بھی تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ ایسا انجام ہو کہ جب آپ خلافت کی بیعت سے باہر ہوں اور اس وقت ان کو موقع ملا اور خلافت کی بیعت کر لی۔ یہ قصہ، یہ واقعات ابھی چل رہے ہیں۔ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

آج پھر میں دوبارہ الجزائر کے احمدیوں کیلئے بھی اور پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے۔الجزائر میں بھی حالات سخت کیے جا رہے ہیں۔وہاں بھی ایک سرکاری وکیل ہے وہ بار بار ہمارے احمدیوں پر مقدمے بنا رہا ہے۔ پاکستان میں بھی اسی طرح مشکلات میں ڈالا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو مشکلات کھڑی کر رہے ہیں یا کسی قسم کی مخالفت کر رہے ہیں عبرت کا نشان بنائے اور جلد ان احمدیوں کے حالات ٹھیک فرمائے۔جو جہاں سختیوں میں سے گزر رہے ہیں ان کیلئے آسانیاں اور سہولتیں پیدا کرے۔لیکن ساتھ ہی میں پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر یہ بھی کہوں گا کہ دعاؤں کی طرف جس طرح توجہ کی ضرورت ہے اس طرح توجہ کا ابھی بھی احساس نہیں ہے۔ پس پہلے سے بڑھ کر اور بہت بڑھ کر دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں جلد ان مشکلات سے نکالے اور آسانیاں پیدا فرمائے اور ہم حقیقی اسلام کا پیغام آزادی کے ساتھ پاکستان میں بھی اور دنیا کے ہر کونے میں بھی پہنچانے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد میں کچھ جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ ڈاکٹر طاہر احمد صاحب ربوہ کا ہے۔ یہ چودھری عبدالرزاق صاحب شہید کے بیٹے تھے جو سابق امیر ضلع نوابشاہ تھے۔ 4/دسمبر کو ساٹھ سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ سرکاری ڈاکٹر تھے۔ 1995ء میں ان کو پہلا ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔خرابی صحت کے باوجود مٹھی میں اپنا تبادلہ کروایا تا کہ وقف جدید کے زیر انتظام المہدی ہسپتال میں بھی خدمت کر سکیں۔ڈاکٹر صاحب آئی سپیشلسٹ تھے اور روزانہ شام کو اور ہر اتوار کو المہدی ہسپتال میں آنکھوں کے مریضوں کا علاج معالجہ کرتے رہتے تھے جو چھٹی کا دن ہوتا تھا وہ مہدی ہسپتال میں آ جاتے تھے۔ باقاعدگی کے ساتھ میڈیکل کیمپوں میں شرکت کرتے اور بعض اوقات سارا دن آپریشنز میں مصروف رہتے۔تھرپارکر میں نہ صرف احباب جماعت بلکہ غیر از جماعت لوگوں میں بھی ان کو بہت پسند کیا جاتا تھا۔ بڑے ہر دلعزیز تھے۔ دل کا بائی پاس آپریشن بھی ہوا تھا اور آخری سالوں میں دو تین دفعہ شدید تکلیف میں بھی مبتلا ہوئے لیکن تھرپارکر میں کام جاری رکھا۔مٹھی میں تقریباً پندرہ سال انہوں نے خدمت انسانیت میں گزارے۔ انتہائی غریب پرور اور مہمان نواز انسان تھے۔خلافت اور نظام جماعت کا ازحد احترام کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوجوانی میں ہی نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے اور ان کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ حبیب اللہ مظہر صاحب ابن چودھری اللہ دتہ صاحب کا ہے۔حبیب اللہ مظہر صاحب اسیر راہ مولیٰ بھی رہ چکے تھے۔24/اکتوبر کو 75 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے والد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے تھے۔چودھری حبیب اللہ مظہر صاحب سرکاری محکموں میں مختلف پوزیشنوں میں کام کرتے رہے اور حکومت کے ایک محکمے سے بطور ڈائریکٹر ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ جماعتی خدمات آپ کی پچاس سال سے زائد عرصے پر محیط ہیں جن میں آپ کو قائد مجلس سے لے کر زعیم انصار اللہ اور مختلف جماعتی عہدوں اور صدر جماعت وغیرہ کی خدمات کی بھی توفیق ملی۔توہین رسالت کے قانون 295 کے تحت سزائے موت کا پہلا مقدمہ جو کسی بھی احمدی پر درج ہوا وہ مکرم چودھری حبیب اللہ مظہر صاحب پر تھا جو 29/اکتوبر 1991ء کو تھانہ شاہدرہ میں درج ہوا۔اس طرح آپ تاریخی لحاظ سے پہلے احمدی تھے جن کو اس قانون کے تحت اسیر راہ مولیٰ رہ کر صعوبتیں برداشت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ گو سیشن کورٹ نے آپ کے حق میں فیصلہ کیا لیکن مخالفین کی ہائی کورٹ میں اپیل پر ہائی کورٹ کے جسٹس عبدالمجید نے توہین رسالت کے اس مقدمے میں آپ کی ضمانت منسوخ کر دی اور آپ کو سزا دلوانے کے لیے اس وقت مخالفین کی جو بھی کوشش ہو سکتی تھی انہوں نے بڑے وسیع پیمانے پر کوشش کی۔ انگریزی میں اور اردو میں پمفلٹ تقسیم کیے اور بڑے غلط قسم کے الفاظ آپ کے بارے میں استعمال کیے۔ بہرحال چودھری حبیب اللہ صاحب نہایت شجاعت اور بہادری سے اس عرصے میں راضی برضا رہتے ہوئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ چند ہی ماہ میں آپ کی رہائی کے سامان بھی پیدا کر دیے۔آپ بلاناغہ تہجد اور پنجوقتہ نمازوں کے پابند تھے۔آخر دم تک بچوں کو نماز پر قائم رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔نہایت ملنسار، غمگسار، عاجز، خلافت کے شیدائی اور عاشق صادق تھے۔خطبات اور خطابات بڑی باقاعدگی سے سنتے تھے بلکہ تمام گھر والوں کو اکٹھا کر کے کہتے تھے سب کام چھوڑ دو اور یہاں بیٹھ کر خطبہ کے وقت میں خطبہ سنو اور اپنی موجودگی میں سب کو سنواتے تھے۔اللہ کے فضل سے موصی تھے اور 1/9 حصے کی وصیت کی ہوئی تھی۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ رقیہ بیگم صاحبہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ان کے ایک بیٹے حسیب احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور انگریزی ڈیسک فضل عمر فاؤنڈیشن میں کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم بشیر الدین احمد صاحب کا ہے۔خلیفہ بشیر الدین احمد 30/نومبر کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہندوستان کے شہر فیروز پور میں یہ پیدا ہوئے تھے۔آپ ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین صاحب کے بیٹے تھے اور حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے پوتے تھے۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب حضرت ام ناصر جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پہلی اہلیہ تھیں ان کے والد تھے۔حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی مالی قربانیوں کے بارے میں بڑے تعریفی کلمات کہے ہیں۔ بہرحال یہ ان کی نسل میں سے تھے۔ جماعتی کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے۔غیر احمدیوں کو اپنے گھر بلا کر تبلیغ کرتے تھے۔مختلف جگہوں پہ رہتے رہے پھر 1998ء میں سویڈن واپس چلے گئے جہاں 1999ء میں ان کو دل کا دورہ ہوا۔صحت یاب ہوئے تو پھر مسجد کی سرگرمیوں میں مشغول رہے۔تبلیغ کے سیکرٹری بھی رہے۔ ہر سال یہاں جلسے پر یوکے میں اپنی اہلیہ کے ساتھ بچوں کے ساتھ آتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔آپ کی اہلیہ ایک انگریز تھیں۔عیسائی سے احمدی ہوئی تھیں لیکن بہت حیادار لباس پہننے والی اور پردے کی پابند ہیں۔نہایت سادگی سے زندگی گزارنے والی ہیں۔ان کو دین کا علم حاصل کرنے کا شوق بھی ہے اور اس پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش بھی کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور ایقان کو بھی ترقی دے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

اگلا جنازہ محترمہ امینہ احمد صاحبہ کا ہے جو خلیفہ رفیع الدین احمد صاحب کی بیوی تھیں۔ 19/اکتوبر کو وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

گیانا سے ان کا تعلق تھا۔ 1940ء میں ان کی پیدائش گیانا کے مشہور مسلم کاروباری گھرانے میں ہوئی تھی۔لندن میں اپنے طالب علمی کے زمانے میں انہوں نے احمدیت قبول کی اور اسی دوران پھر آپ کی شادی آر ڈی احمد صاحب مرحوم سے ہوئی جو ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین کے بیٹے تھے۔حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب کی نسل میں سے تھے۔مرحومہ ایک ہمدرد اور لوگوں کی دیکھ بھال کرنے والی اور مہمان نواز خاتون تھیں۔نمازوں کی پابند تھیں۔آپ کو ہمیشہ اپنی نمازوں کی فکر رہتی تھی۔طبیعت ناساز ہونے کے باوجود تہجد ادا کیا کرتی تھیں۔قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتی تھیں۔خرابی صحت اور کینسر کے باوجود برطانیہ میں تقریباً ہر جلسے میں شریک ہوئیں۔دعاؤں پر قوی یقین تھا۔خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ ہمیشہ جب بھی مجھے ملتی تھیں خاص طور پر بڑی عاجزی سے ملتی تھیں، دعا کے لیے کہتی تھیں۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی جماعت سے مضبوط تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کیلئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا تا کہ اس دعا کی قبولیت کیلئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 38)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو، مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کیلئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 38)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

خطبہ جمعہ

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ آپ نے میرے لڑنے کیلئے تو لشکر تیار کیا ہے مگر کیا خدا کے حضور میں پیش کرنے کیلئے کوئی عذر بھی تیار کیا ہے؟

آپ لوگ کیوں اپنے ہاتھوں سے اس اسلام کے تباہ کرنے کے درپے ہوئے ہیں جس کی خدمت سخت جانکاہیوں سے کی تھی

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد اور داماد ابوتراب، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

جنگِ جمل، جنگِ صفین اور جنگ نہروان میں پیش آمدہ حالات وواقعات کا بیان

تربیت کیلئے بہت ضروری ہے کہ علاوہ اس کے کہ خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں، ایم.ٹی.اے کے ساتھ بھی تعلق رکھیں اور خاص طور پر جمعے کے خطبات ضرور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنا کریں تا کہ خلافت سے تعلق قائم رہے اور بہتر ہوتا رہے اور بڑھتا رہے

پاکستان میں رہنے والے احمدی خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں، ان دعاؤں میں رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ بہت پڑھیں، استغفار اور درود کی طرف بھی توجہ دیں، نوافل بھی ادا کریں اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے اور جلد وہاں کے حالات بھی درست فرمائے، آمین

پانچ مرحومین مکرمہ حمدیٰ عباس صاحبہ اہلیہ مکرم عباس بن عبدالقادر صاحب خیرپور سندھ، مکرم رضوان سید نعیمی صاحب عراق، مکرم ملک علی محمد صاحب آف بھکہ ضلع سرگودھا، مکرم احسان احمد صاحب لاہور اور مکرم ریاض الدین شمس صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

الجزائر کی دو عدالتوں میں جھوٹے الزام میں ملوّث بہت سارے احمدیوں کی براءت

پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو نوافل پڑھنے اور دعائیں کرنے کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25 دسمبر 2020ء بمطابق 25 فتح 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ۔

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

گزشتہ خطبے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور باغیوں کا ذکر ہوا تھا اور اس بارے میں حضرت علیؓ کی کیا کوششیں تھیں یا اب جو آگے حضرت علیؓ کے واقعات آئیں گے، اس بارے میں ایک بہت اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''چونکہ تم لوگ بھی صحابہؓ کے مشابہ ہو اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تاریخ سے بیان کروں کہ کس طرح مسلمان تباہ ہوئے اور کون سے اسباب ان کی ہلاکت کا باعث بنے۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ اور جو لوگ تم میں نئے آئیں ان کے لیے تعلیم کا بندوبست کرو۔'' یعنی تربیت صحیح ہونی چاہیے۔ ان کی دینی تعلیم ہونی چاہیے۔ ''حضرت عثمانؓ کے وقت جو فتنہ اٹھا تھا وہ صحابہؓ سے نہیں اٹھا تھا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے اٹھایا تھا ان کو دھوکا لگا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؓ کے مقابلے میں بہت سے صحابہؓ تھے اور معاویہ کے مقابلہ میں بھی لیکن میں کہتا ہوں کہ اس فتنہ کے بانی صحابہؓ نہیں تھے بلکہ وہی لوگ تھے جو بعد میں آئے اور جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہ ہوئی اور آپؐ کے پاس نہ بیٹھے۔ پس میں آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں اور فتنہ سے بچنے کا یہ طریق بتاتا ہوں کہ کثرت سے'' اس وقت آپؓ قادیان میں تھے کہ کثرت سے ''قادیان آؤ اور بار بار آؤ تا کہ تمہارے ایمان تازہ رہیں اور تمہاری خشیت اللہ بڑھتی رہے۔''

(انوار خلافت، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 171)

یعنی تمہارا مرکز سے تعلق بھی رہے اور خلافت سے تعلق بھی رہے۔ یہ رہے گا تو صحیح تربیت بھی رہے گی۔ آج کل اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی صورت مہیا فرمائی ہے۔ خطبات ساری دنیا میں سنے جاتے ہیں، دکھائے جاتے ہیں، سنائے جاتے ہیں۔ اور پروگرام دکھائے جاتے ہیں اور سنائے جاتے ہیں۔ اس لیے تربیت کے لیے بہت ضروری ہے کہ علاوہ اس کے کہ خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں۔ ایم ٹی اے کے ساتھ بھی تعلق رکھیں اور خاص طور پر جمعے کے خطبات ضرور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنا کریں تا کہ خلافت سے تعلق قائم رہے اور بہتر ہوتا رہے اور بڑھتا رہے۔

جنگِ جمل کے واقعہ کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ جنگِ جمل حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان 36 ہجری میں ہوئی تھی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔ حضرت عائشہؓ میدانِ جنگ میں ایک اونٹ پر سوار تھیں اسی وجہ سے اس جنگ کا نام جنگ جمل مشہور ہے۔ حضرت عائشہؓ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مکّہ گئی ہوئی تھیں۔ وہ وہیں قیام پذیر تھیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی۔ جب عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں تو راستے میں مقام سَرِف پر عُبَید بن ابوسلمہ نے اطلاع دی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے اور حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں ہنگامہ برپا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ راستے ہی سے مکّہ واپس ہو گئیں اور لوگوں کو حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے اور فتنے کے خاتمہ کے لیے اکٹھا کیا۔ حضرت عائشہؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ کی سرکردگی میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور یہ قافلہ وہاں سے بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت علیؓ نے بھی یہ دیکھ کر بصرہ کا رخ کیا کہ یہ قافلہ ادھر جا رہا ہے۔ بصرہ پہنچ کر حضرت عائشہؓ نے اہل شہر کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دی۔ اہل شہر کی ایک بڑی تعداد حضرت عائشہؓ کے ساتھ شامل ہو گئی لیکن ایک جماعت نے حضرت علیؓ کے مقرر کردہ بصرہ کے عامل عثمان بن حُنیف کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس دوران دونوں جماعتوں میں جھڑپیں بھی ہوئیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے لشکر کے قریب پڑاؤ کیا۔ حضرت علیؓ کا یہ لشکر بھی پہنچ گیا اور انہوں نے قریب پڑاؤ کیا۔ دونوں طرف سے مصالحت کی طرح ڈالی گئی، کوشش کی گئی اور مذاکرات کامیاب بھی ہو گئے مگر عین رات کے وقت وہ گروہ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھا اور اس کا ایک حصہ حضرت علیؓ کے لشکر میں بھی شامل تھا۔ اس نے حضرت عائشہؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا جس سے جنگ کا آغاز ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں۔ جاں نثار یکے بعد دیگرے اونٹ کی مہار پکڑتے اور شہید ہوتے جاتے تھے۔ حضرت علیؓ نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت عائشہؓ جب تک اونٹ پر سوار رہیں گی جنگ ختم نہیں ہوگی۔ اس لیے آپؓ نے جنگجوؤں کو حکم دیا کہ اس اونٹ کو کسی نہ کسی طرح مار گراؤ کیونکہ جنگ کا خاتمہ اس کے گرنے پر منحصر ہے۔ اس پر ایک شخص نے آگے بڑھ کر اونٹ کے

پاؤں میں تلوار ماری اور وہ بلبلا کر بیٹھ گیا۔ حضرت علیؓ کی فوج نے اونٹ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حضرت عائشہؓ کا اونٹ گر جانے پر اہلِ جمل منتشر ہو گئے۔ اسکے بعد حضرت علیؓ نے اعلان کرا دیا کہ ہتھیار ڈالنے یا گھر کا دروازہ بند کرنے والا امن وامان میں ہے۔ کسی کا تعاقب نہ کیا جائے۔ کسی کے مال کو مالِ غنیمت سمجھ کر اس پر دست درازی نہ کی جائے۔ حضرت علیؓ کی فوج نے اس حکم کی تعمیل کی۔ حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت طلحہؓ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ از ابن الاثیر، جلد3، صفحہ 99 تا 149، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

اس کا ایک حصّہ ابن اثیر کی تاریخ سے خلاصہ لیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’انہی لوگوں کی ایک جماعت نے جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آپ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہؓ کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لشکر میں جنگ ہوئی۔‘‘ یعنی حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ تو حضرت عائشہؓ کے لشکر میں تھے۔ حضرت علیؓ کا اور حضرت عائشہؓ کا جو مین (main) لشکر تھا ان کی جنگ ہوئی۔ ’’جسے جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے شروع میں ہی حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ کی زبان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی سن کر علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے جنگ نہیں کریں گے اور اس بات کا اقرار کیا کہ اپنے اجتہاد میں انہوں نے غلطی کی۔ دوسری طرف حضرت طلحہؓ نے بھی اپنی وفات سے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کا اقرار کر لیا۔‘‘ پہلے بھی گذشتہ خطبے میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ’’کیونکہ روایات میں آتا ہے کہ وہ زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا تم کس گروہ میں سے ہو؟ اس نے کہا حضرت علیؓ کے گروہ میں سے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ تیرا ہاتھ علیؓ کا ہاتھ ہے اور میں تیرے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔ غرض باقی صحابہؓ کے اختلاف کا تو جنگ جمل کے وقت ہی فیصلہ ہو گیا مگر حضرت معاویہؓ کا اختلاف باقی رہا یہاں تک کہ جنگ صِفّین ہوئی۔‘‘

(خلافتِ راشدہ، انوار العلوم، جلد15، صفحہ 485-486)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے گروہ مختلف جہات میں پھیل گئے تھے اور اپنے آپ کو الزام سے بچانے کے لیے دوسروں پر الزام لگاتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے مسلمانوں سے بیعت لے لی ہے تو ان کو آپ پر الزام لگانے کا عمدہ موقع مل گیا اور یہ بات درست بھی تھی کہ آپ کے اردگرد حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں سے کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے اس لیے ان کو الزام لگانے کا عمدہ موقع حاصل تھا۔ چنانچہ ان میں سے جو جماعت مکہ کی طرف گئی تھی اس نے حضرت عائشہؓ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جہاد کا اعلان کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا اعلان کیا اور صحابہؓ کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا۔ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت اس شرط پر کر لی تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے جلد سے جلد بدلہ لیں گے۔ انہوں نے جلدی کے جو معنی سمجھے تھے وہ حضرت علیؓ کے نزدیک خلاف مصلحت تھے۔ ان کا خیال تھا‘‘ حضرت علیؓ کا خیال تھا ’’کہ پہلے تمام صوبوں کا انتظام ہو جائے پھر قاتلوں کو سزا دینے کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ اول مقدم اسلام کی حفاظت ہے۔ قاتلوں کے معاملہ میں دیر ہونے سے کوئی ہرج نہیں۔ اسی طرح قاتلوں کے تعین میں بھی اختلاف تھا۔ جو لوگ نہایت افسردہ شکلیں بنا کر سب سے پہلے حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے تھے اور اسلام میں تفرقہ ہو جانے کا اندیشہ ظاہر کرتے تھے ان کی نسبت حضرت علیؓ کو بالطبع شبہ نہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ فساد کے بانی ہیں، دوسرے لوگ ان پر شبہ کرتے تھے‘‘ حضرت علیؓ کو ان پر شبہ نہیں تھا لیکن باقی کچھ لوگوں کو شبہ تھا۔ ’’اس اختلاف کی وجہ سے طلحہؓ اور زبیرؓ نے یہ سمجھا کہ حضرت علیؓ اپنے عہد سے پھرتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے ایک شرط پر بیعت کی تھی اور وہ شرط ان کے خیال میں حضرت علیؓ نے پوری نہ کی تھی اس لیے وہ شرعاً اپنے آپ کو بیعت سے آزاد خیال کرتے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ کا اعلان ان کو پہنچا تو وہ بھی ان کے ساتھ جا ملے اور سب مل کر بصرہ کی طرف چلے گئے۔ بصرہ میں گورنر نے لوگوں کو آپ کے ساتھ ملنے سے باز رکھا لیکن جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے صرف اکراہ سے‘‘ مجبوری سے ’’اور ایک شرط سے مقید کر کے حضرت علیؓ کی بیعت کی ہے تو اکثر لوگ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب حضرت علیؓ کو اس لشکر کا علم ہوا تو آپ نے بھی ایک لشکر تیار کیا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بصرہ پہنچ کر آپ نے ایک آدمی کو حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کی طرف بھیجا۔ وہ آدمی پہلے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ آپ کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا ارادہ صرف اصلاح ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو بھی بلوایا اور ان سے پوچھا کہ آپ بھی اسی لیے جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں۔‘‘ یعنی کہ اصلاح کی وجہ سے۔ ’’اس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ کا منشاء اصلاح ہے تو اس کا یہ طریق نہیں جو آپ نے اختیار کیا ہے اس کا نتیجہ تو فساد ہے۔ اس وقت ملک کی ایسی حالت ہے کہ اگر ایک شخص کو آپ قتل کریں گے تو ہزار اس کی تائید میں کھڑے ہو جائیں گے اور ان کا مقابلہ کریں گے تو اَور بھی زیادہ لوگ ان کی مدد کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔‘‘ پس یہ تو سلسلہ چلتا جائے گا۔ ’’پس اصلاح یہ ہے کہ پہلے ملک کو اتحاد کی رسی میں باندھا جائے پھر شریروں کو سزا دی جائے ورنہ اس بدامنی میں کسی کو سزا دینا ملک میں اَور فتنہ ڈلوانا ہے۔ حکومت پہلے قائم ہو جائے تو وہ سزا دے گی۔‘‘ پہلے حکومت قائم ہو جائے پھر وہ سزا دے گی۔ ’’یہ بات سن کر انہوں نے کہا کہ اگر حضرت علیؓ کا یہی عندیہ ہے تو وہ آ جائیں، ہم ان کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔ اس پر اس شخص نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی اور طرفین کے قائمقام ایک دوسرے کو ملے اور فیصلہ ہو گیا کہ جنگ کرنا درست نہیں، صلح ہونی چاہئے۔ جب یہ خبر سبائیوں کو (یعنی جو عبداللہ بن سبا کی جماعت کے لوگ اور قاتلین حضرت عثمانؓ تھے) پہنچی تو ان کو سخت گھبراہٹ ہوئی اور خفیہ خفیہ ان کی ایک جماعت مشورہ کے لیے اکٹھی ہوئی۔ انہوں نے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ مسلمانوں میں صلح ہو جانی ہمارے لیے سخت مضر ہو گی کیونکہ اسی وقت تک ہم حضرت عثمانؓ کے قتل کی سزا سے بچ سکتے ہیں جب تک کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں گے۔ اگر صلح ہو گئی اور امن ہو گیا تو ہمارا ٹھکانہ کہیں نہیں۔‘‘ کہیں بھی ہمارا ٹھکانہ نہیں ہو گا۔ ’’اس لیے جس طرح سے ہو صلح نہ ہونے دو۔ اتنے میں حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور آپؓ کے پہنچنے کے دوسرے دن آپ کی‘‘ یعنی اس علاقے میں اور آپ کی ’’اور حضرت زبیرؓ کی ملاقات ہوئی۔ وقت ملاقات حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ نے میرے لڑنے کے لیے تو لشکر تیار کیا ہے مگر کیا خدا کے حضور میں پیش کرنے کے لیے کوئی عذر بھی تیار کیا ہے؟ آپ لوگ کیوں اپنے ہاتھوں سے اس اسلام کے تباہ کرنے کے درپے ہوئے ہیں جس کی خدمت سخت جانکاہیوں سے کی تھی۔ کیا میں آپ لوگوں کا بھائی نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے تو ایک دوسرے کا خون حرام سمجھا جاتا تھا لیکن اب حلال ہو گیا۔ اگر کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہوتی تو بھی بات تھی۔ جب کوئی نئی بات پیدا ہی نہیں ہوئی تو پھر یہ مقابلہ کیوں ہے؟ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا، وہ بھی حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے قتل پر لوگوں کو اکسایا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہونے والوں پر لعنت کرتا ہوں۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم! تُو علیؓ سے جنگ کرے گا اور تُو ظالم ہو گا‘‘ یعنی حضرت زبیرؓ کو فرمایا تھا۔ ’’یہ سن کر حضرت زبیرؓ اپنے لشکر کی طرف واپس لوٹے اور قسم کھائی کہ وہ حضرت علیؓ سے ہرگز جنگ نہیں کریں گے اور اقرار کیا کہ انہوں نے اجتہاد میں غلطی کی۔ جب یہ خبر لشکر میں پھیلی تو سب کو اطمینان ہو گیا کہ اب جنگ نہ ہو گی بلکہ صلح ہو جائے گی لیکن مفسدوں کو سخت گھبراہٹ ہونے لگی‘‘ جنہوں نے فساد پیدا کرنا تھا قدرتی بات ہے انہیں گھبراہٹ ہونی تھی۔ ان کو گھبراہٹ ہونے لگی ’’اور جب رات ہوئی تو انہوں نے صلح کو روکنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ان میں سے جو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکر پر رات کے وقت شب خون مار دیا اور جو ان کے لشکر میں تھے۔‘‘ انہوں نے جو دوسرے لشکر میں تھے ’’انہوں نے حضرت علیؓ کے لشکر پر شب خون مار دیا۔‘‘ دونوں طرف جو منافق تھے، بٹ کر شامل ہوئے تھے ناں، حضرت عائشہؓ کی طرف بھی اور حضرت علیؓ کی طرف بھی۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ خود آپس میں نہیں لڑے ’’جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شور پڑ گیا اور ہر فریق نے خیال کیا کہ دوسرے فریق نے اس سے دھوکا کیا حالانکہ اصل میں یہ صرف سبائیوں کا ایک منصوبہ تھا۔ جب جنگ شروع ہو گئی تو حضرت علیؓ نے آواز دی کہ کوئی شخص حضرت عائشہؓ کو اطلاع دے۔ شاید ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس فتنہ کو دور کر دے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کا اونٹ آگے کیا گیا لیکن نتیجہ اور بھی خطرناک نکلا۔ مفسدوں نے یہ دیکھ کر کہ ہماری تدبیر پھر الٹی پڑنے لگی۔ حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر تیر مارنے شروع کیے۔ حضرت عائشہؓ نے زور زور سے پکارنا شروع کیا کہ اے لوگو! جنگ کو ترک کرو اور خدا اور یوم حساب کو یاد کرو لیکن مفسد باز نہ آئے اور برابر آپ کے اونٹ پر تیر مارتے چلے گئے۔ چونکہ اہل بصرہ اس لشکر کے ساتھ تھے جو حضرت عائشہؓ کے اردگرد جمع ہوا تھا ان کو یہ بات دیکھ کر سخت طیش آیا اور اُمّ المومنین کی یہ گستاخی دیکھ کر ان کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور تلواریں کھینچ کر لشکر مخالف پر حملہ آور ہو گئے‘‘ مخالف لشکر پر حملہ آور ہو گئے۔ ’’اور اب یہ حال ہو گیا کہ حضرت عائشہؓ کا اونٹ جنگ کا مرکز بن گیا۔ صحابہ اور بڑے بڑے بہادر اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور ایک کے بعد ایک قتل ہونا شروع ہوا لیکن اونٹ کی باگ انہوں نے نہ چھوڑی۔ حضرت زبیرؓ تو جنگ میں شامل ہی نہ ہوئے اور ایک طرف نکل گئے مگر ایک شقی نے ان کے پیچھے سے جا کر اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت طلحہؓ عین میدان جنگ

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:57)

اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں

پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

DAR FRUIT CO. KULGAM

B.O AHMED FRUITS

Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar   Asnoor (Kashmir)

Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

میں ان مفسدوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جب جنگ تیز ہوگئی تو یہ دیکھ کر کہ اس وقت تک جنگ ختم نہ ہوگی جب تک حضرت عائشہؓ کو درمیان سے ہٹایا نہ جائے۔ بعض لوگوں نے آپ کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیئے اور ہودج اتار کر زمین پر رکھ دیا تب کہیں جا کر جنگ ختم ہوئی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت علیؓ کا چہرہ مارے رنج کے سرخ ہوگیا لیکن یہ جو کچھ ہوا اس سے چارہ بھی نہ تھا۔ جنگ کے ختم ہونے پر جب مقتولین میں حضرت طلحہؓ کی نعش ملی تو حضرت علیؓ نے سخت افسوس کیا۔ ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس لڑائی میں صحابہؓ کا ہرگز کوئی دخل نہ تھا بلکہ یہ شرارت بھی قاتلان عثمانؓ کی ہی تھی اور یہ کہ طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت علیؓ کی بیعت ہی میں فوت ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے ارادہ سے رجوع کر لیا تھا اور حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کا اقرار کر لیا تھا لیکن بعض شریروں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ان کے قاتلوں پر لعنت بھی کی۔‘‘

(انوار خلافت، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 198 تا 201)

جنگ جمل کے اختتام پر حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ کے لیے تمام سواری اور زادِ راہ تیار کیا اور حضرت عائشہؓ کو چھوڑنے کے لیے خود تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کے ہمراہ جو لوگ جانا چاہتے تھے ان کو روانہ کیا۔ جس دن حضرت عائشہؓ نے روانہ ہونا تھا حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور آپ کے لیے کھڑے ہوئے اور تمام لوگوں کی موجودگی میں حضرت عائشہؓ لوگوں کے سامنے نکلیں اور کہا کہ اے میرے بیٹو! ہم نے تکلیف پہنچا کر اور زیادتی کر کے ایک دوسرے کو ناراض کر دیا۔ آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص بھی ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے اور خدا کی قسم! میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان شروع سے کبھی کوئی اختلاف نہ تھا سوائے اس کے جو مرد اور اس کے سسرالی رشتہ داروں کے درمیان عام طور پر بات ہوا کرتی ہے۔ یعنی چھوٹی موٹی باتیں ہیں اور حضرت علیؓ میری نیکیوں کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو! حضرت عائشہؓ نے اچھی اور سچی بات کہی ہے۔ میرے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان محض یہی اختلاف تھا۔ حضرت عائشہؓ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کو چھوڑنے کے لیے کئی میل ساتھ تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہؓ کے ہمراہ جائیں اور ایک دن کے بعد واپس آجائیں۔ (تاریخ الطبری، جلد 3، صفحہ 60-61، باب تجہیز علی علیہ السلام عائشۃ من البصرۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

یہ طبری کا حوالہ تھا جو میں نے ابھی پڑھا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

’’حضرت طلحہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے اور جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا اور ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مارنے والوں سے ہمیں بدلہ لینا چاہیے تو اس گروہ کے لیڈر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ تھے لیکن دوسرے گروہ نے کہا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ چکا ہے۔ آدمی مرا ہی کرتے ہیں۔ سرِ دست ہمیں تمام مسلمانوں کو اکٹھا کرنا چاہئے تاکہ اسلام کی شوکت اور اس کی عظمت قائم ہو۔ بعد میں ہم اِن لوگوں سے بدلہ لے لیں گے۔ اِس گروہ کے لیڈر حضرت علیؓ تھے۔ یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے الزام لگایا کہ علیؓ ان لوگوں کو پناہ دینا چاہتے ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے اور حضرت علیؓ نے الزام لگایا کہ‘‘ (جو یہ کہتے ہیں کہ فوری بدلہ لیا جائے) ’’اِن لوگوں کو اپنی ذاتی غرضیں زیادہ مقدم ہیں۔ اسلام کا فائدہ ان کے مدّنظر نہیں ہے۔ گویا اختلاف اپنی انتہائی صورت تک پہنچ گیا اور پھر آپس میں جنگ بھی شروع ہوئی ایسی جنگ جس میں حضرت عائشہؓ نے لشکر کی کمان کی۔ آپ اونٹ پر چڑھ کر لوگوں کو لڑواتی تھیں اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اِس لڑائی میں شامل تھے۔ جب دونوں فریق میں جنگ جاری تھی تو ایک صحابی حضرت طلحہؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ طلحہؓ! تمہیں یاد ہے فلاں موقع پر میں اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طلحہؓ! ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اَور لشکر میں ہو گے اور علیؓ اَور لشکر میں ہوگا اور علیؓ حق پر ہوگا اور تم غلطی پر ہو گے۔ حضرت طلحہؓ نے یہ سنا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے کہا ہاں! مجھے یہ بات یاد آ گئی ہے اور پھر اسی وقت لشکر سے نکل کر چلے گئے۔ جب وہ لڑائی چھوڑ کر جا رہے تھے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری کی جائے تو ایک بدبخت انسان جو حضرت علیؓ کے لشکر کا سپاہی تھا اس نے پیچھے سے جا کر آپ کو خنجر مار کر شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ اِس خیال سے‘‘ یعنی جو حضرت طلحہ کا قاتل تھا اس خیال سے ’’کہ مجھے بہت بڑا انعام ملے گا دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ کو آپ کے دشمن کے مارے جانے کی خبر دیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ کون دشمن؟ اس نے کہا۔ اے امیر المومنین! میں نے طلحہؓ کو مار دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے شخص! میں بھی تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تُو دوزخ میں ڈالا جائے گا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا (جبکہ طلحہؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا) کہ اے طلحہؓ! تُو ایک دفعہ حق و انصاف کی خاطر ذِلت برداشت کرے گا اور تجھے ایک شخص مار ڈالے گا مگر خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا۔‘‘

(آئندہ وہی قومیں عزت پائیں گی جو مالی و جانی......، انوار العلوم، جلد 21، صفحہ 149-150)

پھر جنگ صِفّین ہوئی تھی۔ اس کے واقعات میں لکھا ہے کہ یہ جنگ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان 37 ہجری میں ہوئی تھی۔ صِفّین شام اور عراق کے درمیان ایک مقام ہے۔ حضرت علیؓ کوفہ سے فوج لے کر چلے اور جب صفین پہنچے تو دیکھا کہ شامی لشکر امیر معاویہ کی سرکردگی میں پہلے سے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اور ان کی ایک جماعت دریائے فرات کے گھاٹ پر قابض تھی۔ حضرت علیؓ نے یقین دلایا کہ ہم لڑنے نہیں آئے بلکہ امیر معاویہ سے تصفیہ کرنے آئے ہیں تاہم امیر معاویہ تصفیہ پر رضامند نہ ہوئے۔ شامی لشکر نے حضرت علیؓ کے لشکر کو دریائے فرات سے پانی لینے سے روک دیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضرت علیؓ کی فوج شامی فوج کو پسپا کرنے اور اپنے لیے دریا تک کا راستہ بنانے میں کامیاب ہوگئی۔ حضرت علیؓ نے شامیوں کو فرات سے پانی لے کر جانے کی کھلی اجازت بھی دے دی۔ شامیوں نے تو حضرت علیؓ کو منع کیا تھا، پانی لینے سے روک دیا تھا لیکن آپ نے جب دریا پہ قبضہ کر لیا تو آپ نے ان کو پانی لینے سے نہیں روکا بلکہ اجازت دی۔ امیر معاویہ کا اصرار تھا کہ حضرت علیؓ قاتلینِ عثمان کو ان کے حوالے کر دیں۔ ایک دفعہ جب لڑائی چھڑ جانے کا خطرہ پیدا ہوا تو دونوں طرف کے صلح پسندوں نے روک تھام کروا دی۔ جنگ کا آغاز صفر 37 ہجری میں شروع ہوا۔ جنگ سے قبل جھڑپیں ہوتی رہیں لیکن دونوں فریق عام جنگ کے مہلک نتائج سے خائف ہونے کے باعث گریز کرتے رہے۔ صلح کے ہر امکان کی گنجائش باقی رکھنے کی غرض سے فریقین اس پر متفق ہو گئے کہ حرمت والے مہینوں میں عارضی صلح کر لی جائے لیکن یہ تدبیر بھی کامیاب نہ ہوئی۔ چنانچہ آغاز صفر میں دوبارہ جنگ کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ جب لڑائی کچھ مدت تک بغیر حتمی فیصلہ کے ہوتی رہی تو امیر معاویہ کی ہمت پست ہوگئی۔ اس خطرناک حالت میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے انہیں مشورہ دیا کہ قرآن مجید کے نسخے نیزوں کے سروں پر بندھوائیں اور کہیں کہ اس کتاب کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جس کے نتیجہ میں حضرت علیؓ کے متبعین میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایک بڑی تعداد نے یہ کہہ دیا کہ اللہ سے فیصلہ چاہنے کی استدعا مسترد نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح حضرت علیؓ نے ہراول دستے کو واپس بلا لیا اور لڑائی رک گئی۔ حضرت علیؓ کی فوج کی اکثریت نے امیر معاویہ کی تجویز مان لی کہ دونوں فریق ایک ایک حَکم کا انتخاب کریں اور یہ دونوں حکم مل کر قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں۔ کتب تاریخ میں اس واقعہ کو ’تحکیم‘ کہا جاتا ہے۔ بہرحال شامیوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کا انتخاب کیا اور حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو نامزد کیا اور اقرار نامہ پر دستخط کے بعد فوجیں منتشر ہوگئیں۔ یہ ابن اثیر کی تاریخ کا حوالہ ہے۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ از ابن الاثیر، جلد 3، صفحہ 161 تا 201، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء) (لغات الحدیث، جلد دوم، صفحہ 608، زیر لفظ صفین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس بارے میں اس طرح تحریر فرمایا ہے، بیان فرمایا ہے کہ

’’اس جنگ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے یہ ہوشیاری کی کہ نیزوں پر قرآن اٹھا دیے اور کہا کہ جو کچھ قرآن فیصلہ کرے وہ ہمیں منظور ہے اور اس غرض کے لیے حکم مقرر ہونے چاہئیں۔ اس پر وہی مفسد جو حضرت عثمانؓ کے قتل کی سازش میں شامل تھے اور جو آپ کی شہادت کے معاً بعد اپنے بچاؤ کے لیے حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہو گئے تھے انہوں نے حضرت علیؓ پر یہ زور دینا شروع کر دیا کہ یہ بالکل درست کہتے ہیں۔ آپ فیصلہ کے لیے حکم مقرر کر دیں۔ حضرت علیؓ نے بہتیرا انکار کیا مگر انہوں نے اور کچھ ان کمزور طبع لوگوں نے جو اُن کے اس دھوکا میں آ گئے تھے حضرت علیؓ کو اس بات پر مجبور کیا کہ آپ حکم مقرر کریں۔ چنانچہ معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص اور حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے۔ یہ تحکیم دراصل قتلِ عثمانؓ کے واقعہ میں تھی اور شرط یہ تھی کہ قرآن کریم کے مطابق فیصلہ ہوگا‘‘ اور یہ حَکم اس لیے مقرر کیے گئے تھے کہ حضرت عثمانؓ کا جو قتل ہے اس واقعہ کے بارے میں فیصلہ ہوگا اور یہ تھا کہ قرآن کریم کے مطابق جو بھی قاتل ہیں ان کو سزا دینے کے لیے یا ان کو پکڑنے کے لیے فیصلہ ہوگا۔ ’’مگر عمرو بن العاص اور ابوموسیٰ اشعری دونوں نے

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم تو جب تک سو فیصد عابد پیدا نہ کر لیں ہمیں چین سے نہیں بیٹھنا چاہئے اور صرف نظام نہیں بلکہ ہر شخص کو خود جائزہ لینا چاہئے کہ مَیں کس حالت میں ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 2017ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جماعت کے افراد کا بھی فرض بنتا ہے کہ جیسے صحابہ نے عبادتوں کے معیار بلند کئے ہم بھی اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں اور صرف دنیا داری میں ہی نہ ڈوبے رہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 2017ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ بہتر ہوگا کہ پہلے ہم دونوں یعنی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو ان کی امارت سے معزول کر دیں۔'' تحکیم تو اس لیے تھی، اس لیے حَکَم مقرر کیے گئے تھے کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بارے میں فیصلہ کریں لیکن یہاں دونوں حَکمین جو مقرر کیے گئے تھے انہوں نے یہ ایک فیصلہ کر دیا کہ دونوں کو پہلے معزول کیا جائے پھر بعد میں بات ہوگی'' کیونکہ تمام مسلمان انہی دونوں کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں'' یہ ان دونوں کا خیال تھا'' اور پھر آزادانہ رنگ میں مسلمانوں کو کوئی فیصلہ کرنے دیں تا کہ وہ جسے چاہیں خلیفہ بنا لیں حالانکہ وہ اس کام کے لیے مقرر ہی نہیں ہوئے تھے۔'' یہ تو بات ہی غلط تھی جس کے بارے میں ان حَکمین نے سوچنا شروع کر دیا تھا کیونکہ وہ اس کام کے لیے مقرر نہیں کیے گئے تھے'' مگر بہرحال ان دونوں نے اس فیصلہ کا اعلان کرنے کے لیے ایک جلسہ عام منعقد کیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہا کہ پہلے آپ اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیں، بعد میں مَیں اعلان کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ نے اعلان کر دیا کہ وہ حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ابوموسیٰ نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا ہے اور مَیں بھی ان کی اس بات سے متفق ہوں اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرتا ہوں لیکن معاویہؓ کو مَیں معزول نہیں کرتا بلکہ اس کے عہدہ امارت پر انہیں بحال رکھتا ہوں (حضرت عمرو بن العاص خود بہت نیک آدمی تھے لیکن اس وقت......'' حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ''......مَیں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا تھا) اس وقت بہرحال وہ باوجود اس نیکی کے وہاں کسی طرح لوگوں کی باتوں میں آ گئے یا کیا ہوا؟ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے اس لیے اس بحث میں نہیں پڑتا لیکن بہرحال ان کا فیصلہ غلط تھا۔'' اس فیصلہ پر حضرت معاویہ کے ساتھیوں نے تو یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو لوگ حَکَم مقرر ہوئے تھے انہوں نے علیؓ کی بجائے معاویہؓ کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اور یہ درست ہے مگر حضرت علیؓ نے اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نہ حَکَم اس غرض کے لیے مقرر تھے اور نہ ان کا یہ فیصلہ کسی قرآنی حکم پر ہے۔ اس پر حضرت علیؓ کے وہی منافق طبع ساتھی جنہوں نے حکم مقرر کرنے پر زور دیا تھا یہ شور مچانے لگ گئے کہ حَکَم مقرر ہی کیوں کیے گئے تھے جبکہ دینی معاملات میں کوئی حَکَم ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اول تو یہ بات معاہدہ میں شامل تھی کہ ان کا فیصلہ قرآن کے مطابق ہوگا جس کی انہوں نے تعمیل نہیں کی۔'' کہ قرآن کے مطابق فیصلہ ہوا ہی نہیں۔'' دوسرے حَکَم تو خود تمہارے اصرار کی وجہ سے'' مقرر کیے گئے تھے یا'' مقرر کیا گیا تھا اور اب تم ہی کہتے ہو کہ میں نے حَکَم کیوں مقرر کیا؟ (یہ جو باغی تھے جو منافق تھے) انہوں نے کہا ہم نے جھک مارا تھا اور ہم نے آپ سے جو کچھ کہا تھا وہ ہماری غلطی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ نے یہ بات کیوں مانی۔ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ ہم بھی گنہگار ہو گئے اور آپ بھی۔'' برابر ہو گئے دونوں۔'' ہم نے بھی غلطی کا ارتکاب کیا اور آپ نے بھی۔ اب ہم نے تو اپنی غلطی سے توبہ کر لی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بھی توبہ کریں اور اس امر کا اقرار کریں کہ آپ نے جو کچھ کیا ہے ناجائز کیا ہے۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اگر حضرت علیؓ نے انکار کیا تو وہ یہ کہہ کر آپ کی بیعت سے الگ ہو جائیں گے کہ انہوں نے چونکہ ایک خلافِ اسلام فعل کیا ہے اس لیے ہم آپ کی بیعت میں نہیں رہ سکتے اور اگر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا'' اگر علیؓ نے انکار کیا تو وہ یہ کہہ کر بیعت سے الگ ہو جائیں گے کہ خلافِ اسلام فعل کیا ہے اس لیے ہم آپ کی بیعت میں نہیں رہ سکتے اور اگر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔'' اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں تو بھی ان کی خلافت باطل ہو جائے گی کیونکہ جو شخص اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کرے وہ خلیفہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ نے جب یہ باتیں سنیں تو کہا کہ میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ جس امر کے متعلق میں نے حکم مقرر کیا تھا اس میں کسی کو حَکَم مقرر کرنا شریعت اسلامیہ کی رو سے جائز ہے۔ باقی میں نے حَکَم مقرر کرتے وقت صاف طور پر یہ شرط رکھی تھی کہ وہ جو کچھ فیصلہ کریں گے اگر قرآن اور حدیث کے مطابق ہوگا تب میں اسے منظور کروں گا ورنہ'' نہیں'' میں اسے کسی صورت میں بھی منظور نہیں کروں گا۔ انہوں نے چونکہ اس شرط کو ملحوظ نہیں رکھا اور نہ جس غرض کے لیے انہیں مقرر کیا گیا تھا اس کے متعلق انہوں نے کوئی فیصلہ کیا ہے اس لیے میرے لیے ان کا فیصلہ کوئی حجت نہیں۔ مگر انہوں نے حضرت علیؓ کے اس عذر کو تسلیم نہ کیا اور بیعت سے علیحدہ ہو گئے اور خوارج کہلائے اور انہوں نے یہ مذہب نکالا کہ واجب الاِطاعت خلیفہ کوئی نہیں۔ کثرتِ مسلمین کے فیصلہ کے مطابق عمل ہوا کرے گا کیونکہ کسی ایک شخص کو امیر واجب الاطاعت ماننا لَاحُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کے خلاف ہے۔'' (ماخوذ از خلافتِ راشدہ، انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 486 تا 488)

جنگِ نہروان 38 ہجری میں ہوئی تھی۔ نہروان بغداد اور وَاسِط کے درمیان واقع ہے۔ اس مقام پر حضرت علیؓ اور خوارج کے درمیان جنگ لڑی گئی تھی۔ (معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 375، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ابن اثیر کی تاریخ میں یوں لکھا ہے کہ جنگ صفین کے تصفیہ کے لیے حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور امیر معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص حَکَم مقرر ہوئے۔ تاریخ میں اس واقعہ کو 'تحکیم' کہتے ہیں۔ تحکیم کے معاملے میں حضرت علیؓ سے ان کے لشکر کے ایک گروہ نے اختلاف کیا اور بغاوت کرتے ہوئے علیحدہ ہو کر خوارج کہلایا۔ ان خوارج نے تحکیم کو گناہ قرار دے کر حضرت علیؓ سے توبہ کرنے اور خلافت سے معزولی کا مطالبہ کیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں انکار کیا یہ وضاحت پہلے آ چکی ہے۔ حضرت علی امیر معاویہ کے خلاف دوبارہ شام کی طرف پیش قدمی کی تیاری میں مصروف تھے کہ خوارج نے فسادی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ انہوں نے عبداللہ بن وَہَب کو اپنا امام بنایا اور کوفہ سے نہروان کی طرف چلے گئے۔ خوارج نے بصرہ میں بھی اپنا جتھا جمع کیا جو بعد ازاں نہروان میں عبداللہ بن وَہَب کے لشکر سے جا ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبداللہ بن خَبَّابْ کو حضرت علیؓ کی طرفداری پر قتل کر دیا اور ان کی حاملہ بیوی کا پیٹ چاک کر کے نہایت بیدردی سے اسے بھی قتل کر دیا اور قبیلہ طَے کی تین عورتوں کو بھی قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ تک جب یہ حالات پہنچے تو آپ نے تحقیق کے لیے حارث بن مُرَّۃ کو سفیر کے طور پر بھیجا۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو خوارج نے انہیں بھی قتل کر دیا۔ یہ حالات دیکھ کر حضرت علیؓ نے شام جانے کا ارادہ ترک کیا اور تقریباً پینسٹھ ہزار کا لشکر جو شام کے لیے تیار کیا تھا اسے لے کر خوارج کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ جب آپ نہروان مقام پر پہنچے تو خوارج کو صلح کی دعوت دی اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کو جھنڈا دیا کہ جو اس کی پناہ میں آ جائے گا اس سے جنگ نہیں کی جائے گی۔ یہ اعلان سن کر خوارج جن کی تعداد چار ہزار تھی ان میں سے ایک سو حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہو گئے اور ایک بڑی تعداد کوفہ کو لَوٹ گئی۔ صرف ایک ہزار آٹھ سو افراد عبداللہ بن وَہَب راجی کی سرکردگی میں آگے بڑھے اور حضرت علی کے پینسٹھ ہزار کے لشکر سے جنگ ہوئی جس میں تمام خوارج مارے گئے۔ ایک روایت کے مطابق خوارج کی معمولی تعداد جو کہ دس سے بھی کم تھی بچ سکی۔ حضرت علیؓ کے لشکر میں سے سات آدمی شہید ہوئے۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ از ابن الاثیر، جلد 3، صفحہ 212 تا 223، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء) (تاریخ المسعودی، حصہ دوم، صفحہ 342، نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی، نومبر 1985ء)

حضرت عَمْرَہ بنت عبدالرحمٰنؒ نے بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو الوداعی ملاقات کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے فرمایا آپ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں جائیں یعنی حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں جائیں۔ خدا کی قسم! یقیناً آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھروں میں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے اگر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کے ہمراہ چلتی لیکن اللہ کی قسم! تاہم میں اپنے بیٹے عمر کو آپ کے ساتھ روانہ کرتی ہوں جو میرے نزدیک سب سے افضل ہے اور وہ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، جلد 3، صفحہ 129، کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر اسلام امیر المومنین علی، حدیث نمبر 4611، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بہرحال یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ اگلے ہفتے بھی چلے گا۔ اِن شاء اللہ۔

آج بھی مَیں پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ الجزائر کی تو ایک خوش کن خبر ہے کہ گذشتہ دو تین دنوں میں دو مختلف عدالتوں نے جھوٹے الزام میں ملوّث بہت سارے احمدیوں کو بری کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان منصف مزاج ججوں کو جزا دے اور باقی انتظامیہ اور عدلیہ کو بھی انصاف سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے جو جھوٹے مقدمے احمدیوں پر قائم کر رہے ہیں۔

پاکستان کے بعض افسران اور منصف جو انصاف سے دور ہٹ رہے ہیں اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ اپنے دلوں کے بغض اور کینے کو نکال کر معاملے کو دیکھنے والے ہوں۔ جن لوگوں کی اصلاح اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر نہیں اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان جلد فرمائے اور احمدیوں کے لیے پاکستان میں بھی امن و سکون کے سامان پیدا فرمائے۔

پاکستانی احمدی، پاکستان میں رہنے والے احمدی خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں۔ ان دعاؤں میں رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ بھی بہت پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ بھی بہت پڑھیں۔ استغفار کی طرف بھی توجہ دیں۔ درود کی طرف بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا | ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
اس بن نہیں گزارا غیر اس کے جھوٹ سارا | یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت | ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اسکی غیرت | یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

توجہ دیں۔ آج کل اس کی بہت ضرورت ہے۔ نوافل بھی ادا کریں جیسا کہ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے اور جلد وہاں کے حالات بھی درست فرمائے۔

آج بھی میں نمازوں کے بعد کچھ جنازے پڑھاؤں گا جن میں سے پہلا جنازہ مکرمہ حُمدیٰ عباس صاحبہ کا ہے جو مکرم عباس بن عبدالقادر صاحب شہید خیر پور کی اہلیہ تھیں۔ 29؍ دسمبر کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے والد ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پڑھائی کے دوران 1926ء میں اپنے احمدی کلاس فیلو سے متاثر ہو کر اپنی اہلیہ کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی تھی۔ مئی 1951ء میں لاہور میں حُمدیٰ صاحبہ کی پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب کے ساتھ شادی ہوئی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا عبدالماجد صاحب کے پوتے تھے اور حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی پروفیسر عبدالقادر صاحب کے بیٹے تھے۔ 1974ء میں ان کے شوہر پروفیسر عباس بن عبدالقادر صاحب کو خیر پور میں شہید کر دیا گیا تھا تو بڑے کمال صبر کے ساتھ انہوں نے کام لیا۔ کوئی بے صبری نہیں دکھائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا پہ راضی ہوئیں۔ آپ کے شوہر کی شہادت پر آپ کے غیر از جماعت خالہ زاد بھائی نے تعزیت کے خط میں لکھا کہ عباس بہت اچھے انسان تھے۔ کاش کہ ان کا انجام بھی راہ ہدایت پر ہوتا تو حُمدیٰ صاحبہ نے ان کو جواب لکھا کہ مجھے فخر ہے کہ جس راہ پر میرے شوہر نے جان دی ہے وہ ہدایت کی راہ ہے۔

پھر سکول کے زمانہ میں حُمدیٰ صاحبہ کی ایک گہری سہیلی شفیقہ صاحبہ تھیں جو اتفاق سے پاکستان کے جنرل ضیاء الحق صاحب کی اہلیہ بنیں۔ انہوں نے ایک دفعہ اپنے شوہر ضیاء الحق صاحب کے صدر بننے کے بعد کہا کہ سب لوگ مجھے ملنے آتے ہیں مگر حُمدیٰ نہیں آتی۔ حُمدیٰ صاحبہ کو یہ پتہ لگا تو آپ نے یہ سن کے کہا کہ ایک ایسے شخص کی بیوی سے ملنے کی مجھے کوئی خواہش نہیں جو میرے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور پھر اس سے کبھی نہیں ملیں۔

آپ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ بے حد نفاست پسند تھیں۔ سلیقہ شعار تھیں۔ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ نماز اور روزے کا ہمیشہ بہت التزام کرتی تھیں۔ بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالی۔ چندہ ادا کرنے میں بہت جلدی کرتیں۔ خیرات کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتی تھیں۔ رمضان کے مہینے میں بہت سے لوگوں کے لیے اپنے گھر پہ روزانہ روزہ کھلوانے کا انتظام کرتیں۔ خلافت سے بے انتہا تعلق اور عشق اور محبت تھی۔ اپنے ہاتھ سے باقاعدہ مجھے خط لکھا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا اکثر مطالعہ کرتیں اور سلسلہ کی دوسری کتب اور الفضل آخر وقت تک مطالعہ کرتی رہیں۔ 2006ء میں ان کی چھوٹی بیٹی ڈاکٹر عامرہ ٹریفک حادثے میں دو بچوں کے ساتھ وفات پاگئیں تو اس صدمے کو بڑے حوصلے سے برداشت کیا اور صبر کا ایک مثالی نمونہ دکھایا۔ سب عزیز رشتے دار اور ملنے جلنے والے آپ کی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے آپ سے محبت کرتے تھے۔ غیر احمدی رشتے داروں کا بھی آپ سے بہت محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں جو کہ امریکہ، کینیڈا اور ناروے میں رہائش پذیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو، ان کی اولاد کو اور ان کی اولاد کی نسل کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ رضوان سیّد نعیمی صاحب عراق کا ہے جو 13؍ نومبر کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے بیٹے مصطفیٰ نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے رؤیا میں خود کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی صاحب کے پاس دیکھا جنہوں نے والد صاحب کو اپنا جوتا عطا فرمایا۔ والد صاحب نے یہ کہتے ہوئے اسے لینے میں جھجک محسوس کی کہ میری کیا اوقات کہ میں سید عبدالقادر جیلانی کا جوتا پہن سکوں لیکن سید عبدالقادر جیلانی نے اصرار کیا تو والد صاحب نے جوتا پہن لیا اس کے بعد سید عبدالقادر جیلانی نے ایک شخص اور اس کی جماعت کی طرف اشارہ کر کے والد صاحب کو ان میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد رضوان نعیمی صاحب کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔ چند سال بعد ایم ٹی اے کے ذریعہ ان کا جماعت سے تعارف ہوا تو رضوان صاحب نے کہا کہ انہیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو زیارت ہوئی تھی اس سے مراد آپؐ کے خادم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تھی اور دوسری رؤیا میں جس شخص اور اس کی جماعت کی طرف شیخ عبدالقادر جیلانی نے اشارہ کر کے ان میں شامل ہونے کا کہا تھا اس سے مراد خلیفۃ المسیح اور ان کی جماعت ہے۔ چنانچہ انہوں نے 2012ء میں بیعت کر لی۔

مرحوم بڑے نیک صالح اور اپنے رشتے داروں اور غریبوں کی مدد کرنے والے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ کمزور صحت اور لوگوں کی مخالفت کے باوجود اپنے علاقے میں احمدیت کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اپنے خاندان کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہتے تھے کہ وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوں۔ ان کے بیٹے اور اہلیہ اور اہلیہ کے بھائی نے بھی اب بیعت کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثبات قدم عطا فرمائے اور ان لوگوں کو مرحوم کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم ملک علی محمد صاحب ہجکہ ضلع سرگودھا کا ہے جو محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ کینیا کے والد تھے۔ 20؍ اگست کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

1974ء میں آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ سلسلے کے کارکنان، واقفین زندگی، مربیان اور معلمین کی بے حد عزت کیا کرتے تھے۔ مرحوم تہجد گزار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت مہمان نواز تھے۔ غریب پرور تھے۔ صابر اور شاکر تھے۔ صلہ رحمی سے کام لینے والے تھے۔ ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے تھے اور آپ کو متعدد بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق ملی۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور گیارہ پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ مکرم محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ کینیا جیسا کہ میں نے کہا ان کے بیٹے تھے جو کہ آج کل وہاں کینیا میں میدان عمل میں تھے اس وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ احسان احمد صاحب لاہور کا ہے جو شفقت محمود صاحب کے بیٹے تھے۔ 27؍ جولائی کو 35 سال کی عمر میں کورونا وائرس کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ حضرت مولوی نور الدین اجمل صاحب آف گولیکی ضلع گجرات صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے اور ارشاد احمد صاحب گوجرانوالہ کے نواسے تھے۔ گذشتہ دو سال آپ کو حلقہ رچنا ٹاؤن لاہور میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ دہلی گیٹ امارت میں بطور سیکرٹری نومبائعین خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ خدا کے فضل سے آپ کو آٹھ افراد کو بیعت کروانے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے عزیزم حنان احمد مسرور عمر 6 سال اور عزیزم مبین احمد طاہر عمر 3 سال اور ایک بیٹی عزیزہ سائرہ احمد 5 سال کے علاوہ والد، والدہ اور تین بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان بچوں کا خود کفیل ہو اور ان کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم ریاض الدین شمس صاحب کا ہے جو مولانا جلال الدین شمس صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے۔ 27؍ مئی کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم کے خاندان کا تعارف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میاں محمد صدیق صاحبؓ کے پڑپوتے، حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانیؓ کے پوتے، حضرت خواجہ عبیداللہ صاحبؓ کے نواسے اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کے بیٹے تھے۔ یہ تمام صحابہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ ان کی اہلیہ پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو، ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ اور مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کے بھائی منیر الدین شمس صاحب کہتے ہیں کہ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ نمازوں کے پابند تھے۔ بچوں کو ہمیشہ نماز کی تلقین کرتے تھے۔ خلافت سے بے حد محبت تھی۔ گھر میں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ یہاں بیماری کے دنوں میں بھی گذشتہ دو سال ہوئے مجھے ملنے کے لیے آئے اور باوجود بیماری کے بڑے صبر اور حوصلے سے اور خوش مزاجی سے باتیں کرتے رہے۔ فکر تھی تو اپنے بچوں کی۔ اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ ان کے متعلق سبھی کا یہ تاثر ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں مسکراتے رہنا اور ہر ایک کے ساتھ مل جل کر رہنا اور دکھ سکھ میں ساتھ دینا ان کی خوبیوں میں شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرماتا رہے اور درجات بلند فرمائے۔

......☆......☆......☆......

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جنگ کے متعلق اِسلام کی تعلیم (بقیہ حصہ)

اِن آیات میں بتایا گیا ہے کہ:

اوّل: لڑائی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہونی چاہئے یعنی ذاتی لالچوں، ذاتی حرصوں، ملک کے فتح کرنے کی نیت یا اپنے رسوخ کو بڑھانے کی نیت سے لڑائی نہیں ہونی چاہئے۔

دوم: لڑائی صرف اُسی سے جائز ہے جو پہلے حملہ کرتا ہے۔

سوم: انہی سے تم کو جنگ کرنی جائز ہے جو تم سے لڑتے ہیں یعنی جو لوگ باقاعدہ سپاہی نہیں اور لڑائی میں عملاً حصہ نہیں لیتے اُن کو مارنا یا اُن سے لڑائی کرنا جائز نہیں۔

چہارم: باوجود دشمن کے حملہ میں ابتدا کرنے کے لڑائی کو اُس حد تک محدود رکھنا چاہئے جس حد تک دشمن نے محدود رکھا ہے اور اُسے وسیع کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے نہ علاقہ کے لحاظ سے اور نہ ذرائع جنگ کے لحاظ سے۔

پنجم: جنگ صرف جنگی فوج کے ساتھ ہونی چاہئے یہ نہیں کہ دشمن قوم کے اِکے دُکے افراد کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔

ششم: جنگ میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ مذہبی عبادتوں اور مذہبی فرائض کی ادائیگی میں روکیں پیدا نہ ہوں۔ اگر دشمن کسی ایسی جگہ پر جنگ کی طرح نہ ڈالے جہاں جنگ کرنے سے اُسکی مذہبی عبادتوں میں رخنہ ہوتا ہو تو مسلمانوں کو بھی اُس جگہ جنگ نہیں کرنی چاہئے۔

ہفتم: اگر دشمن خود مذہبی عبادت گاہوں کو لڑائی کا ذریعہ بنائے تو پھر مجبوری ہے ورنہ تم کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ اِس آیت میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ عبادت گاہوں کے اِردگرد بھی لڑائی نہیں ہونی چاہئے کجا یہ کہ عبادت گاہوں پر حملہ کیا جائے یا وہ مسمار کی جائیں یا توڑی جائیں۔ ہاں اگر دشمن خود عبادت گاہوں کو لڑائی کا قلعہ بنا لے تو پھر اُن کے نقصان کی ذمہ داری اُس پر ہے اِس نقصان کی ذمہ داری مسلمانوں پر نہیں۔

ہشتم: اگر دشمن مذہبی مقاموں میں لڑائی شروع کرنے کے بعد اُس کے خطرناک نتائج کو سمجھ جائے اور مذہبی مقام سے نکل کر دوسری جگہ کو میدانِ جنگ بنالے تو مسلمانوں کو اس بہانہ سے اُن کے مذہبی مقاموں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہئے کہ اس جگہ پر پہلے اُن کے دشمنوں نے لڑائی شروع کی تھی بلکہ فوراً اُن مقامات کے ادب اور احترام کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے حملہ کا رُخ بھی بدل دینا چاہئے۔

نہم: لڑائی اُس وقت تک جاری رکھنی چاہئے جب تک کہ مذہبی دست اندازی ختم ہو جائے اور دین کے معاملہ کو صرف ضمیر کا معاملہ قرار دیا جائے۔ سیاسی معاملوں کی طرح اس میں دخل اندازی نہ کی جائے۔ اگر دشمن اس بات کا اعلان کر دے اور اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو خواہ وہ حملہ میں ابتدا کر چکا ہو اُس کے ساتھ لڑائی نہیں کرنی چاہئے۔

(3) فرماتا ہے: قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ○ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ○ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ○ یعنی اے محمد رسول اللہ! دشمن نے جنگیں شروع کیں اور تمہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے اُن کا جواب دینا پڑا۔ مگر تو اُن میں اعلان کر دے کہ اگر اب بھی وہ لڑائی سے باز آ جائیں تو جو کچھ وہ پہلے کر چکے ہیں انہیں معاف کر دیا جائے۔ لیکن اگر وہ لڑائی سے باز نہ آئیں اور بار بار حملے کریں تو پہلے انبیاء کے دشمنوں کے انجام اُن کے سامنے ہیں انجام ان کا بھی وہی ہوگا۔ اور اے مسلمانو! تم اُس وقت تک جنگ کو جاری رکھو کہ مذہب کی خاطر دُکھ دینا مٹ جائے اور دین کو کلّی طور پر خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور دین کے معاملہ میں دخل اندازی کرنا لوگ چھوڑ دیں۔ پھر اگر یہ لوگ اِن باتوں سے باز آ جائیں تو محض اِس وجہ سے اُن سے جنگ نہ کرو کہ وہ ایک غلط دین کے پیرو ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے عمل کو جانتا ہے وہ خود جیسا چاہے گا ان سے معاملہ کرے گا تمہیں اُن کے غلط دین کی وجہ سے ان کے کاموں میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہوسکتی۔ اگر ہمارے اس صلح کے اعلان کے بعد بھی جو لوگ جنگ سے باز نہ آئیں اور لڑائی جاری رکھیں تو خوب سمجھ لو کہ باوجود اِس کے کہ تم تھوڑے ہو تم ہی جیتو گے کیونکہ اللہ تمہارا ساتھی ہے اور خدا تعالیٰ سے بہتر ساتھی اور بہتر مددگار اور کون ہوسکتا ہے۔

یہ آیات قرآن مجید میں جنگ بدر کے ذکر کے بعد آئی ہیں جو کفّارِ عرب اور مسلمانوں کے درمیان سب سے پہلی باقاعدہ جنگ تھی۔ باوجود اسکے کہ کفّارِ عرب نے بِلاوجہ مسلمانوں پر حملہ کیا اور مدینہ کے اِردگرد فساد مچایا اور باوجود اسکے کہ مسلمان کامیاب ہوئے اور دشمن کے بڑے بڑے سردار مارے گئے قرآن کریم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہی اعلان کروایا ہے کہ اگر اب بھی تم لوگ باز آ جاؤ تو ہم لڑائی کو جاری نہیں رکھیں گے۔ ہم تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ جبراً مذہب نہ بدلوائے جائیں اور دین کے معاملہ میں دخل نہ دیا جائے۔

(4) فرماتا ہے: وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ○ یعنی اگر کسی وقت بھی کفّار صلح کی طرف جھکیں تو تُو فوراً ان کی بات مان لیجیو اور صلح کر لیجیو اور یہ وہم مت کیجیو کہ شاید وہ دھوکا کر رہے ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیو۔ خدا تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور اگر تیرا یہ خیال صحیح ہو کہ وہ دھوکا کرنا چاہتے ہیں اور وہ واقعہ میں تجھے دھوکا دینے کا ارادہ بھی رکھتے ہوں تو بھی یاد رکھ کہ ان کے دھوکا دینے سے بنتا کیا ہے۔ تجھے تو صرف اللہ کی مدد سے ہی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ اُس کی مدد تیرے لئے کافی ہے۔ گزشتہ زمانہ میں وہی اپنی براہِ راست مدد کے ذریعہ اور مؤمنوں کی مدد کے ذریعہ تیرا ساتھ دیتا رہا ہے۔

اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جب دشمن صلح کرنے پر آمادہ ہو تو مسلمانوں کو بہرحال اس سے صلح کر لینی چاہئے۔ اگر صلح کے اُصول کو وہ ظاہر میں تسلیم کرتا ہو تو صرف اِس بہانہ سے صلح کو ردّ نہیں کرنا چاہئے کہ شاید دشمن کی نیت بد ہو اور بعد میں طاقت پکڑ کے دوبارہ حملہ کرنا چاہتا ہو۔

اِن آیتوں میں درحقیقت صلح حدیبیہ کی پیشگوئی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب دشمن صلح کرنا چاہے گا اُس وقت تم اِس عذر سے کہ دشمن نے زیادتی کی ہے یا یہ کہ وہ بعد میں اس معاہدہ کو توڑ دینا چاہتا ہے صلح سے انکار نہ کرنا کیونکہ نیکی کا تقاضا بھی یہی ہے اور تمہارا فائدہ بھی اس میں ہے کہ تم صلح کی پیشکش کو تسلیم کر لو۔

(5) فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا○ یعنی اے مومنو! جب تم خدا کی خاطر لڑائی کیلئے باہر نکلو تو اِس بات کی اچھی طرح تحقیقات کر لیا کرو کہ تمہارے دشمن پر حجت تمام ہو چکی ہے اور وہ بہرحال لڑائی پر آمادہ ہے اور اگر کوئی شخص یا جماعت تمہیں کہے کہ میں تو صلح کرتا ہوں تو یہ مت کہو کہ تو دھوکا دیتا ہے اور ہمیں اُمید نہیں کہ ہم تجھ سے امن میں رہیں گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو پھر تم خدا کی راہ میں لڑنے والے نہیں ہو گے بلکہ تم دنیا طلب قرار پاؤ گے۔ پس ایسا مت کرو کیونکہ جس طرح خدا کے پاس دین ہے اسی طرح خدا کے پاس دنیا کا بھی بہت سا سامان ہے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ کسی شخص کا مار دینا اصل مقصود نہیں۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ کل کو وہ ہدایت پا جائے۔ تم بھی تو پہلے دین اسلام سے باہر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے احسان کر کے تمہیں اِس دین کے اختیار کرنے کی توفیق دی۔ پس مارنے میں جلدی مت کیا کرو بلکہ حقیقتِ حال کی تحقیق کیا کرو۔ یاد رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جب لڑائی شروع ہو جائے تب بھی اس بات کی اچھی طرح تحقیق کرنی چاہئے کہ دشمن کا ارادہ جارحانہ لڑائی کا ہے؟ کیونکہ ممکن ہے کہ دشمن جارحانہ لڑائی کا ارادہ نہ کرتا ہو بلکہ وہ خود کسی خوف کے ماتحت فوجی تیاری کر رہا ہو۔ پس پہلے اچھی طرح تحقیقات کر لیا کرو کہ دشمن کا ارادہ جارحانہ جنگ کا تھا تب اُسکے سامنے مقابلہ کیلئے آؤ۔ اور اگر وہ یہ کہے کہ میرا ارادہ تو جنگ کرنے کا نہیں تھا میں تو صرف خوف کی وجہ سے تیاری کر رہا تھا تو تمہیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ نہیں تمہاری جنگی تیاری بتاتی ہے کہ تم ہم پر حملہ کرنا چاہتے تھے ہم کس طرح سمجھیں کہ ہم تم سے مامون اور محفوظ ہیں بلکہ اُس کی بات کو قبول کر لو اور یہ سمجھو کہ اگر پہلے اُس کا ارادہ بھی تھا تو ممکن ہے بعد میں اس میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہو۔ تم خود اس بات کے زندہ گواہ ہو کہ دلوں میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے تم پہلے اسلام کے دشمن تھے مگر اب تم اسلام کے سپاہی ہو۔

(6) پھر دشمنوں سے عہد کے متعلق فرماتا ہے: اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ○ یعنی مشرکوں میں سے وہ جنہوں نے تم سے کوئی عہد کیا تھا اور پھر اُنہوں نے اُس عہد کو توڑا نہیں اور تمہارے خلاف تمہارے دشمنوں کی مدد نہیں کی، عہد کی مدت تک تم بھی پابند ہو کہ معاہدہ کو قائم رکھو۔ یہی تقویٰ کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند کرتا ہے۔

(7) ایسے دشمنوں کے متعلق جو برسرِ جنگ ہوں لیکن اُن میں سے کوئی شخص اسلام کی حقیقت معلوم کرنا چاہے فرماتا ہے: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ یعنی اگر برسرِ جنگ مشرکوں میں سے کوئی شخص اِس لئے پناہ مانگے کہ وہ تمہارے ملک میں آ کر اسلام کی تحقیقات کرنا چاہتا ہے تو اُس کو ضرور پناہ دو اتنے عرصہ تک کہ وہ اچھی طرح اسلام کی تحقیقات کر لے اور قرآن کریم کے مضامین سے واقف ہو جائے۔ پھر اس کو اپنی حفاظت میں اُس مقام تک پہنچا دو جہاں وہ جانا چاہتا ہے اور جسے اپنے لئے امن کا مقام سمجھتا ہے۔

(8) جنگی قیدیوں کے متعلق فرماتا ہے: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ یعنی کسی نبی کی شان کے مطابق یہ بات نہیں کہ وہ اپنے دشمن کے قیدی بنالے۔ سوائے اس کے کہ باقاعدہ جنگ میں قیدی پکڑے جائیں۔ یعنی یہ رواج جو اُس زمانہ تک بلکہ اس کے بعد بھی صدیوں تک دنیا میں قائم رہا ہے کہ اپنے دشمن کے آدمیوں کو بغیر جنگ کے ہی پکڑ کر قید کر لینا جائز سمجھا جاتا تھا اُسے اسلام پسند نہیں کرتا۔ وہی لوگ جنگی قیدی کہلا سکتے ہیں جو میدانِ جنگ میں شامل ہوں اور لڑائی کے بعد قید کئے جائیں۔

(9) پھر اُن قیدیوں کے متعلق فرماتا ہے: فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً یعنی جب جنگی قیدی پکڑے جائیں تو یا تو احسان کر کے اُنہیں چھوڑ دو یا اُن کا بدلہ لے کے اُن کو آزاد کر دو۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 153 تا 159، مطبوعہ قادیان 2014ء)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(157) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے متعلق اپنے اشعار میں لکھا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

یعنی مبارک ہے وہ شخص جواب میری موجودگی میں ایمان لاتا ہے کیونکہ وہ میری صحبت میں آکر صحابہ کی جماعت میں داخل ہوجاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جو عرفان اور تقویٰ کی مے صحابہ کرام کو ملی تھی وہی میرے صحابہ کو بھی دی گئی ہے۔ پھر ایک اور موقع پر جب عبدالحکیم خان مرتد نے آپکی جماعت پر کچھ اعتراضات کئے تو آپ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ: ’’آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم مولوی نورالدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں دوسرے ایسے ہیں اور ایسے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ اس افترا کا کیا خدا تعالیٰ کو جواب دیں گے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم ازکم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہوجاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کیلئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کیلئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا۔ مگر دل میں خوش ہوں۔‘‘

اسی طرح بعض اور موقعوں پر بھی آپ نے اپنی جماعت کی بہت تعریف کی ہے لیکن بعض نادان اس میں شک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں تو ہمیں سب کچھ نظر آتا ہے مگر یہاں بہت کم، گویا مقابلۃً کچھ بھی نہیں۔ اس دھوکے کا ازالہ یہ ہے کہ بعض ایسی باتیں ہیں کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت کی حقیقی قدر پہچاننے کے رستہ میں روک ہو رہی ہیں۔ مگر صحابہ کرام کے متعلق وہ روک نہیں ہے مثلاً:

اوّل ہم عصریت ہے۔ یعنی ایک ہی زمانہ میں ہونا۔ جس طرح ہم وطن ہونا انسان کی حقیقی قدر کے پہچانے جانے کے رستہ میں روک ہوتا ہے جیسے کہ کہا گیا ہے کہ نبی ذلیل نہیں مگر اپنے وطن میں اسی طرح مثلاً پنجابی میں کہاوت ہے کہ ’’گھر کی مرغی دال برابر‘‘ ٹھیک اسی طرح ہم عصر ہونا بھی حقیقی قدر کے پہچانے جانے کے رستہ میں ایک بہت بڑی روک ہوتا ہے۔ اور عموماً انسان اپنے زمانہ کے کسی آدمی کی بڑائی کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ اور یہ تعصب گویا طبعی طور پر انسان کے اندر کام کرتا ہے۔ پس چونکہ اس زمانہ کے لوگوں کیلئے صحابہ کی جماعت ایک دور دراز کی بات ہے لیکن مسیح موعودؑ کی جماعت خود اپنے زمانہ کی ہے اور اپنی آنکھوں کے سامنے ہے اس لئے وہ بالعموم مسیح موعود کے صحابہ کی قدر پہچان نہیں سکتے ہاں جب یہ زمانہ گزر جائے گا اور حضرت مسیح موعود کی صحبت یافتہ جماعت ایک گزشتہ کی چیز ہوجائے گی تو پھر دیکھنا کہ آئندہ نسلوں میں یہی جماعت کس نظر سے دیکھی جاتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ عموماً اسلامی تاریخ سے تفصیلی طور پر واقف نہیں مگر یہاں کی باتیں وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ صحابہ کی جماعت کے متعلق لوگوں کا عمل عموماً واعظوں کے وعظوں سے ماخوذ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ واعظ اپنی بات میں اثر پیدا کرنے کیلئے عموماً خاص خاص موقعوں کی خاص خاص باتوں کو سجا سجا کر بیان کرتا ہے مگر لوگ یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ گویا اس جماعت کے سارے افراد سارے حالات میں اسی رنگ میں رنگین تھے اور اسی کے مطابق وہ اپنے ذہن میں نقشہ جما لیتے ہیں۔ اور پھر وہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کو بھی اسی معیار سے ناپتے ہیں جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام جیسا اعلیٰ نمونہ نہ پہلی کسی امت میں نظر آتا ہے نہ اب تک بعد میں کہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ یعنی بحیثیت مجموعی۔ مگر احادیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ میں بھی کمزوریاں تھیں اور کمزوریاں بھی مختلف اقسام کی نظر آتی ہیں مگر اس سے صحابہ کے تقدس پر بحیثیت مجموعی کوئی حرف گیری نہیں ہوسکتی اور صحابہ کا بے نظیر ہونا بہر حال ثابت ہے (اے اللہ تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس جماعتوں پر حرف گیری کرنے سے بچا اور مجھے ان کے پاک نمونہ پر چلنے کی توفیق دے)

تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کے حالات تو اجتماعی حیثیت میں منضبط اور مدون طور پر ہمارے سامنے موجود ہیں لیکن باوجود ہمعصر ہونے کے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کے حالات ابھی تک ہمارے سامنے اس طرح موجود نہیں ورنہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں بھی بے شمار ایسے اعلیٰ نمونے موجود ہیں کہ جن کے مشاہدہ سے ایمان تر و تازہ ہوجاتا ہے۔ جب اسلامی تاریخ کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کے حالات جمع ہوکر منضبط اور مدون ہوں گے اس وقت انشاء اللہ حقیقت حال منکشف ہوگی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جو تفصیلی حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام کے بحیثیت مجموعی ہم کو معلوم ہیں یا ہوسکتے ہیں وہ خود صحابہ کو بھی معلوم نہیں تھے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک زمانہ کی مختلف خصوصیات اور مختلف حالات ہوتے ہیں۔ صحابہ کو مشیّت ایزدی سے ایسے جسمانی مواقع پیش آئے جن سے راسخ الایمان لوگوں کا ایمان چمکا اور دنیا میں ظاہر ہوا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کیلئے اس قسم کے ابتلا مقدر نہیں تھے ورنہ ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ ان کا ایمان بھی علیٰ قدر مراتب اسی طرح چمکتا اور ظاہر ہوتا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے صرف دو آدمیوں پر وہ وقت آیا کہ خدا کی راہ میں ان سے ان کی جان کی قربانی مانگی گئی۔ اور دنیا دیکھ چکی ہے کہ انہوں نے کیا نمونہ دکھایا۔ (اس جگہ میری مراد کابل کے شہداء سے ہے)

پانچویں وجہ یہ ہے جس کو لوگ عموماً نظر انداز کردیتے ہیں کہ کسی قوم کے درجہ اصلاح کا اندازہ کرنے کیلئے ان مخالف طاقتوں کا اندازہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے جو اس قوم کو ایمان کے راستہ میں پیش آتی ہیں۔ اگر ایک قوم کے مقابل میں مخالف طاقتیں نہایت زبردست اور خطرناک ہیں تو اس کا ایمان کے راستہ میں نسبتاً تھوڑی مسافت طے کرنا بھی بڑی قدر و منزلت رکھتا ہے۔ پس صرف یہ دیکھنا کافی نہیں کہ فلاں قوم ایمان کے راستہ پر کس قدر ترقی یافتہ ہے بلکہ یہ بھی دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس نے یہ ترقی کن مخالف طاقتوں کے مقابل پر کی ہے۔ پس اس لحاظ سے دیکھیں تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کی اصلاح واقعی معجز نما ہے۔ کیونکہ یہ مسلمات میں سے ہے کہ اس زمانہ میں جو مخالف طاقتیں ایمان کے مقابلہ میں کام کررہی ہیں اس کی نظیر گزشتہ زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ حتیٰ کہ خود سرور کائنات کے زمانہ سے بھی اس زمانے کے فتن بڑھ کر ہیں کیونکہ یہ دجال کا زمانہ ہے جس کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ سب نبی اس سے ڈراتے آئے ہیں۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس سے اپنی امت کو بہت ڈرایا ہے اور اس بات پر اجماع ہوا ہے کہ دجّالی فتنہ سب فتنوں سے بڑھ کر ہے اور واقعی جو مادیت اور دہریت اور دنیا پرستی کی زہریلی ہوائیں اس زمانہ میں چلی ہیں ایسی پہلے کبھی نہیں چلیں اور مذاہب باطلہ و علوم مادی کا جو زور اس زمانہ میں ہوا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ پس ایسے خطرناک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ایسی جماعت تیار کرلینا جو واقعی زندہ اور حقیقی ایمان پر قائم ہے اور اعمال صالحہ بجالاتی ہے اور تمام مخالف طاقتوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے ایک بے نظیر کامیابی ہے۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایمان کے راستہ پر شیطان کے شمشیر بردار سپاہی موجود تھے اور یہ ایک بہت بڑی روک تھی کیونکہ ایک مومن کو خون کی نہر میں سے گزر کر ایمان کی نعمت حاصل کرنی پڑتی تھی مگر جہاں ایمان کے راستہ پر شیطان نے نہ صرف یہ کہ اپنی ساری فوجیں جمع کررکھی ہیں بلکہ اس نے ایسے سپاہی مہیا کئے ہیں جو نظر نہیں آتے مگر راہ گیروں سے ایمان کی پونجی لوٹتے چلے جارہے ہیں اور سوائے روحانی طاقتوں کے کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی ایک واقعی بے نظیر کامیابی ہے مگر یہ کامیابی بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی کامیابی ہے۔ کیونکہ شاگرد کی فتح استاد کی فتح ہے اور خادم کی فتح آقا کی فتح۔ لہٰذا ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں کوئی کمی بھی ہے تو وہ بحیثیت مجموعی جماعت کی شان کو کم نہیں کرسکتی۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ انسانی دماغ کا یہ بھی خاصہ ہے کہ جب تک کوئی شخص زندہ ہے اس کا حسن مخفی رہتا ہے اور کمزوریاں زیادہ سامنے آتی ہیں۔ یعنی عموماً تصویر کا کمزور پہلو ہی زیادہ مستحضر رہتا ہے لیکن اسکے مرنے کے بعد معاملہ برعکس ہوجاتا ہے۔ یعنی مرنے کے بعد مرنے والے کی خوبیاں زیادہ چمک اٹھتی ہیں اور زیادہ یاد رہتی ہیں اور کمزوریاں مدھم پڑ جاتی ہیں اور یاد سے محو ہوجاتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا بھی یہی حال ہے جب وہ وقت آئے گا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ گزر جائیں گے تو پھر ان کا اخلاص اور انکی قربانیاں چمکیں گی اور وہی یاد رہ جائیں گی اور کمزوریاں مٹ جائیں گی اور ہم خود اس بات کو عملاً محسوس کر رہے ہیں کیونکہ جو احباب ہمارے فوت ہو چکے ہیں انکی خوبیاں ہمارے اندر زیادہ گہرا نقش پیدا کر رہی ہیں بمقابلہ ان کے جو بقید حیات ہیں۔ اسی طرح گزرے ہوئے دوستوں کی کمزوریاں ہمارے ذہنوں میں کم نقش پیدا کرتی ہیں بمقابلہ ان کے جو ہم میں زندہ موجود ہیں اور تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ صحابہ میں بھی یہی احساس تھا۔

ساتویں وجہ یہ ہے کہ لوگ عموماً اس بات کو نہیں سمجھتے کہ انفرادی اصلاح اور جماعت کی اجتماعی اصلاح میں فرق ہے اور دونوں کا معیار جدا ہے۔ کسی جماعت کو اصلاح یافتہ قرار دینے کیلئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اس کے سارے افراد اصلاح یافتہ ہوں بلکہ جس قوم کے اکثر افراد نے اپنے اندر تبدیلی کی ہے اور اپنے اندر ایمان اور صلاحیت کا نور پیدا کیا ہے وہ اصلاح یافتہ کہلائے گی خواہ اس کے بعض افراد میں اصلاح نظر نہ آئے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ کسی جماعت کے اصلاح یافتہ افراد سب کے سب ایک درجہ صلاحیت پر قائم ہوں بلکہ مدارج کا ہونا بھی متحقق ہے۔ لہٰذا بحیثیت مجموعی جماعت کی حالت کو دیکھنا چاہئے اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مختلف افراد کے فطری قویٰ اور فطری استعدادیں الگ الگ ہوتی ہیں پس سب سے ایک جیسی اصلاح متوقع نہیں ہوسکتی اور نہ کسی جماعت میں ہم کو اسکے سب افراد ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا معیار یہ ہونا چاہئے کہ ایک انسانی جماعت سے جس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں بحیثیت مجموعی کس درجہ کی اصلاح کی توقع رکھی جاسکتی ہے اور اس لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا قدم بہت بلند نظر آتا ہے۔

(اس روایت کا بقیہ حصہ اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ایک احمدی عورت، ایک احمدی لڑکی جو مستقبل کی احمدی نسل کی ذمہ دار ہے اس کا کام ہے کہ ہر نیکی کی بات کو سن کر اپنی زندگی کا حصہ بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی کوشش کرے اور اس کیلئے سب سے اہم نسخہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اسکے آگے جھکنا اسکی عبادت کرنا اس سے دعائیں مانگنا ہے

عبادت کے جو طریق خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اُن میں سب سے اہم نماز ہے

عورت کو اپنے خاوند کے گھر کا نگران بنایا گیا ہے، بچوں اور بچیوں کی تربیت کرنا اس لحاظ سے ماں کا فرض ہے

ماؤں نے لڑکوں کی تربیت بھی کرنی ہے، انہیں بھی اچھے اور بُرے کی پہچان سکھانی ہے

بعض بچے غلط قسم کی صحبت میں جا کر برباد ہو رہے ہیں اور ماں باپ ان کی حرکتوں پر پردہ ڈالتے ہیں

ہر گھر میں قرآن کریم کے پڑھنے کو رواج دینا اور اسکا مطلب سمجھنا، ترجمہ پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا جس سے حقیقی تعلیم اور تربیت کا مقصد پورا ہو سکے یہ ضروری ہے

جلسہ سالانہ کینیڈا 2008ء کے موقع پر 28/جون 2008ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ-
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-
اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (سورۃ التوبہ:112)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، خدا کی راہ میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے سب سچے مومن ہیں اور تُو مومنوں کو بشارت دے دے۔

یہ ہے اِس آیت کا ترجمہ جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ آج دو سال کے بعد پھر مجھے آپ سے براہ راست مخاطب ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ مَیں نے امریکہ کے جلسہ میں بھی یہ بات خواتین کے خطاب میں کہی تھی کہ عورتوں کی اہمیت کے پیش نظر باوجود اس کے کہ مردوں سے اب آواز اور ٹی وی پر تصویر کے ذریعہ خواتین کو آسانی سے مخاطب کیا جا سکتا ہے، ایک علیحدہ تقریر یہاں رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی خواتین کی اہمیت کے پیش نظر، عورتوں کی اہمیت کے پیش نظر خلیفۂ وقت کی ایک علیحدہ تقریر خواتین میں رکھی جاتی ہے۔ لیکن اس علیحدہ تقریر کا فائدہ تبھی ہوگا یا ہو سکے گا جب آپ میں سے اکثریت اس سے فائدہ اٹھانے والی ہو۔ اور فائدہ اٹھانا کیا ہے؟ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی وقتی فائدے اور جوش سے اگر آپ متأثر ہو گئی ہیں تو یہ کوئی چیز نہیں۔ عارضی طور پر آپ کی طبیعتوں میں بعض فقرات نے یا بعض باتوں نے جذباتی کیفیت پیدا کر دی ہے تو یہ کوئی چیز نہیں۔ اس کا فائدہ تبھی ہے جب آپ یہ مصمّم ارادہ کر لیں، پکا ارادہ کر لیں اور اپنے آپ سے یہ عہد کر لیں کہ ہم نے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کرنی ہے جس پر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ اور جس کی طرف آج ہمیں خلافت کی وجہ سے رہنمائی ملتی رہتی ہے۔ اس رہنمائی کو اپنی زندگی پر لاگو کرنا ہے، اپنے بچوں کے دماغوں میں بٹھانا ہے ورنہ نہ ہی یہ تقریر فائدہ دے سکتی ہے اور نہ ہی کبھی تقریروں یا خطبات نے فائدہ دیا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک کوشش کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ سے کوشش کے ساتھ مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا تو نصائح کا اثر ہوتا ہے۔

پس سب سے پہلی بات اللہ تعالیٰ کیلئے خالص ہو کر اس کے فضلوں کی تلاش ہے۔ ورنہ اب ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا میں کسی بھی جگہ کئے گئے خطابات بھی اور خطبات بھی آپ تک پہنچ جاتے ہیں۔ کینیڈا سے بھی میں سینکڑوں خط وصول کرتا ہوں جن میں ذکر ہوتا ہے کہ فلاں جلسے کی کارروائی سنی اور فلاں خطبہ سنا یا فلاں پروگرام دیکھا تو دل پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر کہ خلیفۂ وقت کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں، لوگ سنتے ہیں اور سننا چاہتے ہیں اور نیک طبائع پر ان کا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر تو نہ ہی سادہ الفاظ میں کہی گئی باتیں اثر کرتی ہیں، نہ ہی علمی رنگ میں کہی گئی باتیں اثر کرتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اے نبی تیری خواہش دنیا کو ہدایت نہیں دے سکتی بلکہ میں جسے چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں۔ پس اسکے بعد تو کسی قسم کی گنجائش نہیں رہتی کہ کسی بھی ہدایت کی بات یا نیک بات کا اثر کسی کہنے والے کی لیاقت پر موقوف ہو۔ یا کسی سننے والے کی قابلیت پر منحصر ہو۔ ایک نیکی کی بات جو بڑے بڑے قابل اور بظاہر علم رکھنے والوں کو سمجھ نہیں آتی لیکن وہی بات ایسے کم علم کو سمجھ آ جاتی ہے جو خدا کا حقیقی خوف رکھنے والا ہو اور ہر لحہ اس کا فضل مانگنے والا ہو۔

پس ایک احمدی عورت، ایک احمدی لڑکی جو مستقبل کی احمدی نسل کی ذمہ دار ہے اس کا کام ہے کہ ہر نیکی کی بات کو سن کر اپنی زندگی کا حصہ بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی کوشش کرے۔ اسکے فضل کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس کیلئے سب سے اہم نسخہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اسکے آگے جھکنا اسکی عبادت کرنا اس سے دعائیں مانگنا ہے۔ پس ان دنوں میں، جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور جمعہ میں بھی اس طرف توجہ دلائی تھی عبادت کی طرف، کہ عبادت پر زور دیں اور دعاؤں پر زور دیں۔ یہ دو دن بھی جو بقایا رہ گئے ہیں بلکہ ڈیڑھ دن اس طرف توجہ دیں۔ بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے دعاؤں پر زور دیں۔ جس نیکی کی بات کو سنیں اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ میرے علاوہ بھی یہاں بہت ساری تقریریں ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ ان میں سے کئی علمی نکات مل جاتے ہیں کئی تربیتی باتیں مل جاتی ہیں ان کو سمجھیں اور پھر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ یہ وہ حقیقی ہتھیار ہے، اگر آپ اس بات کو اختیار کر لیں اور سمجھ جائیں، جو آپ کے اندر وہ حقیقی انقلاب لانے کا ذریعہ بنے گا جس کیلئے عورتوں کا علیحدہ جلسہ بھی کیا جاتا ہے اور خاص طور پر اس جلسہ میں خلیفۂ وقت کی تقریر کے پروگرام کو بھی رکھا جاتا ہے۔

جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے بظاہر مضمون کے لحاظ سے تسلسل چل رہا ہے یہ مردوں سے مخاطب ہے لیکن اس آیت کا مضمون ایسا ہے جو عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ بعض مضامین میں مومنین کے لفظ کے ساتھ دونوں کو مخاطب کر دیتا ہے۔ تو اس میں مومنوں کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ فرمایا کہ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ توبہ کرنے والے ہوں یا توبہ کرنے والی ہوں جب آپ کے حوالے سے بات کی جائے گی۔ یہ حکم صرف مردوں کیلئے نہیں ہے کہ وہ توبہ کریں عورتوں کیلئے بھی اُسی طرح حکم ہے توبہ کرنے کا۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ توبہ کرنے والوں کیلئے بشارت ہے۔

توبہ کیا ہے اور کس قسم کی توبہ ہونی چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’توبہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے تب بھی وہ بدی ہرگز نہیں کرے گا۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 190)

اس میں چھوٹی برائیاں بھی ہیں بڑی برائیاں بھی ہیں۔ بعض بدعات بھی ہیں جو عورتوں میں رسم و رواج پا جاتی ہیں۔ تو جو بھی دین سے دُور لے جانے والی ہو یا دین کی تعلیم کے خلاف ہو وہ بدی ہے اور اس کا چھوڑنا ہر ایک پر فرض ہے۔ پس یہ معیار ہے توبہ کا کہ ایک مصمّم اور پکا ارادہ کرے کہ برائیوں اور تمام ایسی باتوں کی طرف ہم نے مائل نہیں ہونا جن کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جب یہ سوچ ایک مومن کی ہو جاتی ہے ایک مومنہ عورت کی ہو جاتی ہے تو پھر اس کیلئے حکم ہے کہ کیونکہ توبہ پر قائم رہنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اس لئے اسکے فضل کو جذب کرنے کیلئے پھر عبادت کی ضرورت ہے اور جو اس کی عبادت کرنے والے ہوں گے، جو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے عبادت گزاروں کو بشارت دیتا ہے کہ وہ سچے مومن ہیں اور سچی مومنات ہیں۔

اور عبادت کے جو طریق خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اُن میں سب سے اہم نماز ہے۔ اگر عورتوں میں نماز کی عادت ہو تو عموماً بچوں میں نماز کی عادت ہوتی ہے اور بچے نمازی نکلتے ہیں۔ گویا ایسی عورتیں اور ایسی مائیں بچوں کو پروان چڑھا رہی ہوتی ہیں جو اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا اس دنیا میں آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ بیان فرمایا ہے جیسا کہ مَیں نے کل خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ وہ عبادت کرنے والا ہو۔ پس جن ماؤں نے اپنی نسلوں میں اس حقیقی مقصد کی پہچان کروادی ہے وہ نہ صرف ذاتی طور پر دنیا اور آخرت سنوارنے والی ہیں بلکہ اپنی نسلوں کے مستقبل بھی سنوار رہی ہوتی ہیں۔ نہ صرف خود اُن لوگوں میں شامل ہیں جنہیں خدا تعالیٰ بشارت عطا فرما رہا ہے بلکہ اپنی نسلوں کی بشارت کے سامان بھی پیدا کر رہی ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ یہ عبادتیں وقتی اور عارضی نہیں ہوتیں بلکہ ایسے دلوں میں خدا تعالیٰ کی پہچان اور اسکی عبادت کے معیار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ معیاروں کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ تنگی اور آسائش ہر حالت میں وہ خدا تعالیٰ کی حمد کرنے والی ہوتی ہیں۔ ہر انعام جو اُنہیں ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر اُسے محمول کرتی ہیں نہ کہ اپنی کسی قابلیت پر۔ یہ حمد اَور زیادہ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف جھکاتی ہے۔ وہ اُس کی شکرگزار بندی بنتی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے نامساعد حالات ہو جائیں، کوئی تکلیف دہ اور پریشانی والے حالات ہو جائیں، پریشانیوں کا دَور لمبا چل جائے تب بھی وہ خدا تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرتیں، عبادتوں سے غافل نہیں ہوتیں بلکہ دعاؤں اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتی رہتی ہیں۔ اپنے بچوں کو بھی اپنی پریشانی کے حالات میں خدا تعالیٰ کی حمد کرنے سے غافل نہیں ہونے دیتیں۔

بعض دفعہ بعض عورتیں پریشانی کی وجہ سے بڑے

مایوس کن الفاظ میں مجھے خط لکھ دیتی ہیں۔ تو مومن عورت کی یہ شان نہیں ہے۔ حقیقی مومنین کو اللہ تعالیٰ صبر اور برداشت کی طاقت عطا فرماتا ہے اور پھر حالات بہتر فرما دیتا ہے بشرطیکہ خدا تعالیٰ کا دامن کسی بھی حالت میں نہ چھوڑیں۔

پھر اللہ تعالیٰ اس آیت میں مومنوں کی ایک یہ نشانی بتاتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں۔ آپ میں سے اکثریت جو یہاں آئی ہے وہ وہ لوگ ہیں جو اسائلم لے کر یہاں آئے ہیں۔ گو آپ یہاں آکر دنیا کما کر دنیاوی لحاظ سے بہتر ہوئی ہیں۔ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی بعض جگہ کام کر رہی ہیں۔ لیکن اگر آپ سوچیں تو آپ کے دل یہ گواہی دیں گے کہ اپنے ملک سے باہر نکلنا گو آپ کیلئے دنیاوی فائدے کا موجب بنا ہے لیکن باہر نکلنے کی وجہ دین تھی۔ آپ کے احمدی ہونے کی وجہ سے پاکستان میں حالات آپ پر تنگ ہوئے تو آپ نے ملک سے نکلنے کا سوچا اور پھر یہاں آکر بہت سوں کو اسائلم ملنا شروع ہوا۔ اس لئے کہ یہاں کی حکومت نے آپ کیلئے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہوئے آپ کو یہاں رہنے کی اجازت دی۔ بہت سے ایسے ہیں جو حکومت پر بوجھ ہیں یا کسی بھی دنیاوی لحاظ سے اس ملک کیلئے فائدہ مند نہیں لیکن پھر بھی آپ کو یہاں رہنے کی اجازت ہے۔ تو آپ کا یہاں رہنا صرف اس لئے ہے اور حکومت نے آپ کو یہاں کی نیشنلٹی یعنی شہریت صرف اس لئے دی ہے کہ بحیثیت فرد جماعت آپ اپنے ملک میں مظلوم ہیں۔ بعض کے بچوں اور خاوندوں کو ذہنی اور جسمانی اذیّتیں دی گئیں۔ پس اس لحاظ سے آپ کا سفر خدا کی خاطر ہے۔ آپ کی ہجرت اس لئے ہے کہ آپ پر یا آپ کے خاوندوں پر یا بچوں پر زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے سختیاں کی گئیں۔ پس اس بات کی آپ خود بھی جگالی کرتی رہیں اور اپنے بچوں کو بھی بتاتی رہیں کہ اس ملک میں آکر جو تمہیں اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ مل رہا ہے، بہت ساری سہولتوں سے تم استفادہ کر رہے ہو یہ اس لئے ہے کہ بحیثیت احمدی اپنے ملک پاکستان میں تمہیں محروم رکھے جانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اگر پاکستان میں مخالف حالات نہ ہوتے تو بہت سے احمدی شروع میں یہاں آئے، شاید باہر آنے کا سوچتے بھی نہ اور بہت سوں کو جن کے پاس کوئی پیشہ ورانہ مہارت نہیں ہے، کوئی زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں، کسی پروفیشن میں اچھے نہیں ہیں یا کوئی اور وجہ نہیں جس سے امیگریشن ان کو مل سکے، حکومت پھر ان کو یہاں رہنے کی اجازت نہ دیتی۔ پس یہ بہتر حالات کا انعام جو آپ پر ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے اور سفر کرنے کی وجہ سے دیا۔ اگر یہ سوچ آپ بھی رکھیں گی اور اپنے بچوں میں بھی اس خیال کو پیدا کریں گی کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کی وجہ سے ہمیں خدا تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں ذہنی سکون بھی عطا فرمایا اور مالی کشائش بھی عطا فرمائی۔ اس شکرگزاری کے طور پر ہم اسکی حمد کرنے والی ہمیشہ بنی رہیں گی اور نظام جماعت کے ساتھ بھی پختہ تعلق رکھیں گی، اپنی نسلوں میں بھی اس روح کو پیدا کریں گی کہ جماعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کئے ہیں اس لئے جماعت سے کبھی بے وفائی نہ کرنا۔ تو یقیناً آپ کا اس ملک میں آنا خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا جس کا فیض آپکی نسلیں بھی اٹھاتی چلی جائیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے حقیقی مومن ہیں۔ اس بارہ میں بھی جیسا کہ مَیں نے کہا کل خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنین کی خوبی یہ ہے کہ نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں۔ پس یہ پھر آپ کی ایک ذمہ داری بن گئی بلکہ بحیثیت عورت آپ کی دوہری ذمہ داری بن گئی کہ ایک تو یہ کہ اپنی نسل کی تربیت کرنی ہے دوسرے ان کو نیکیوں کے بارہ میں بتانا ہے برائی کے بارہ میں بتانا ہے۔ اُن کو یہ بتانا ہے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے، نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف جانے کے راستے کیا ہیں اور شیطان کی گود میں پڑنے سے بچنے کے طریقے کیا ہیں؟

دوسری بات یہ کہ آپ نے اپنے ماحول میں بھی نیکیوں کو پھیلانا ہے۔ اچھی باتیں اپنے بچوں کو سکھائیں گی تو جہاں اپنے بچوں کو اُن کی ذات کیلئے کارآمد وجود بنا رہی ہوں گی۔ اپنے خاندان کیلئے نیک نامی کا باعث بنا رہی ہوں گی، جماعت کیلئے انہیں مفید وجود بنا رہی ہوں گی، ایک اچھا شہری بناتے ہوئے ملک و قوم کا وفادار بنا رہی ہوں گی وہاں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا بھی وارث بنا رہی ہوں گی۔ ماؤں پر تو بچوں کی نگرانی اور ان کی تربیت کا ایک اہم فریضہ اللہ اور اسکے رسول نے سونپا ہوا ہے۔ ایک مومنہ عورت کا بہت زیادہ فرض بنتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دے۔ یہ ایک انتہائی اہم فریضہ ہے جو ایک احمدی ماں کو سرانجام دینا ہے۔ عورت کو اپنے خاوند کے گھر کا نگران بنایا گیا ہے، بچوں اور بچیوں کی تربیت کرنا اس لحاظ سے ماں کا فرض ہے۔ اچھی تربیت بچوں کو جنت کا اہل بنا دیتی ہے اور اگر اچھی تربیت نہ کی جائے تو وہی بچے برائیوں میں ملوث ہو کر اپنے آپ کو اس دنیا میں بھی جہنم میں جھونک رہے ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد پھر اللہ بہتر جانتا ہے ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ برائیوں کے، بدیوں کے پھر بدنتائج نکلتے ہیں۔ یہاں اس ماحول میں بچوں کو اگر شروع ہی سے برے بھلے کی تربیت نہ دی جائے تو بڑے ہو کر بچے پھر بات نہیں سمجھ سکتے۔

مَیں نے امریکہ میں بھی ایک مثال دی تھی اور یہ بڑی اہم بات ہے خاص طور پر بچیوں کی تربیت کیلئے۔ وہاں کے ایک عہدہ دار نے مجھے کہا کہ آپ پردے پر بڑا زور دیتے ہیں۔ مغربی معاشرہ میں ہم کس طرح اسے لاگو کر سکتے ہیں۔ بعض بچیاں بات نہیں مانتیں۔

تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مَیں نہیں کہتا۔ قرآن کریم کا یہ حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ اور اگر اس حکم کو نہیں مان رہیں یا اس پر اچھی طرح عمل نہیں ہو رہا تو وہ میری نافرمانی نہیں کر رہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہی ہیں۔

دوسرے یہ کہ مَیں نے انہیں کہا تھا کہ مغربی ماحول یا اسکول اور اس قسم کے الفاظ کا نعرہ جو تم لوگ لگاتے ہو کہ اِن کے ہوتے ہوئے کس طرح ہم یہ اسلامی حکم کو لاگو کریں، اسلامی شعار کو لاگو کریں تو یاد رکھیں کہ خدا جو غیب کا علم رکھنے والا ہے۔ اُسے آج کے حالات بھی پتہ تھے اور آج سے ایک ہزار سال بعد کے حالات بھی پتہ ہیں کہ کیا ہونے ہیں۔ بلکہ قیامت تک اور اس کے بعد بھی جو انسان کے ساتھ ہونا ہے سب اس عالم الغیب خدا کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو، وہ اس لئے فرمایا کہ بعض لوگ اپنے فرائض بھول جائیں گے اس زمانہ میں، ان کو بھی یاد دہانی ہوتی رہے۔ اپنی خواہشات کی پیروی کی طرف زیادہ نظر ہوگی۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی بجائے ترجیحات اُلٹ ہو جائیں گی اس زمانہ میں۔ جس فیشن کو وہ وقت کی ضرورت سمجھتے ہیں یا اسکو وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے ایسی بچیاں اختیار کریں گی اور ایسی عورتیں اور کمزوری دکھائیں گی وہی ان کیلئے اور انکی اولادوں کیلئے ہلاکت کا باعث بن جائے گی۔ جو مائیں بچپن سے ہی اپنے بچوں کے لباس کا خیال نہیں رکھیں گی وہ بڑے ہو کر بھی ان کو سنبھال نہیں سکیں گی۔ بعض بچیوں کی اُٹھان ایسی ہوتی ہے کہ دس گیارہ سال کی عمر کی بچی بھی چودہ پندرہ سال کی لگ رہی ہوتی ہے۔ انکو اگر حیا اور لباس کا تقدّس نہیں سکھائیں گی تو پھر بڑے ہو کر بھی ان میں یہ تقدس کبھی پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ چاہے بچی بڑی نہ بھی نظر آ رہی ہو، چھوٹی عمر سے ہی اگر بچیوں میں حیا کا یہ مادہ پیدا نہیں کریں گی اور اس طرح نہیں سمجھائیں گی کہ دیکھو تم احمدی ہو، تم یہاں کے لوگوں کے ننگے لباس کی طرف نہ جاؤ تم نے دنیا کی راہنمائی کرنی ہے، تم نے اس تعلیم پر عمل کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے اس لئے تنگ جینز اور اس کے اوپر چھوٹے بلاؤز جو ہیں ایک احمدی بچی کو زیب نہیں دیتے۔ تو آہستہ آہستہ بچپن سے ذہنوں میں ڈالی ہوئی بات اثر کرتی جائے گی اور بلوغت کو پہنچ کر حجاب یا سکارف اور لمبا کوٹ پہننے کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ پھر ان کی یہی حالت ہوگی جس طرح بعض بچیوں کی ہوتی ہے۔ مجھے شکایتیں ملتی رہتی ہیں دنیا سے اور یہاں سے بھی کہ مسجد میں آتے ہوئے، جماعتی فنکشن پر آتے ہوئے تو سر ڈھکا ہوا ہوتا ہے، لباس بڑا اچھا پہنا ہوا ہوتا ہے اور باہر پھرتے ہوئے سر پر دوپٹہ بھی نہیں ہوتا بلکہ دوپٹہ سرے سے غائب ہوتا ہے، سکارف کا تو سوال ہی نہیں۔

پس مائیں اگر اپنے عمل سے بھی اور نصائح سے بھی بچیوں کو توجہ دلاتی رہیں گی، یہ احساس دلاتی رہیں گی کہ ہمارے لباس حیادار ہونے چاہئیں اور ہمارا ایک تقدس ہے تو بہت سی قباحتوں سے وہ خود بھی بچ جائیں گی اور ان کی بچیاں بھی بچ جائیں گی۔ اگر ہم اپنے جذبات کی چھوٹی چھوٹی قربانیوں کیلئے تیار نہیں ہوں گے تو بڑی بڑی قربانیاں کس طرح دے سکتے ہیں۔

پھر اسی طرح ماؤں نے لڑکوں کی تربیت بھی کرنی ہے۔ انہیں بھی اچھے اور بُرے کی پہچان سکھانی ہے۔ بعض بچے غلط قسم کی صحبت میں جا کر برباد ہو رہے ہیں اور ماں باپ ان کی حرکتوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی ان تک ان نوجوانوں کی، ان کے بچوں کی شکایت کر دے تو بُرا مان جاتے ہیں حالانکہ وہ ان کے اپنے فائدہ کیلئے ہے۔ ان کے بچے بگڑ رہے ہوتے ہیں۔ بعد میں پھر روتے ہیں، خط لکھتے ہیں، دعا کیلئے کہتے ہیں۔ تو شروع سے ہی اپنے گھروں کی حالت کو دیکھنا ایک ماں کا کام ہے۔ اور ایک احمدی ماں کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ اگر تربیت اچھی نہیں کر رہیں تو نہیں جانتیں کہ یہ لاڈ نہیں ہے جو اُس بچے کے ساتھ کیا جا رہا ہے بلکہ ایسی مائیں پھر قتل اولاد کی مرتکب ہو رہی ہوتی ہیں۔ پس مومن کی جو اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی بتائی ہے کہ معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں وہ یہی معروف ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال قرآن کریم میں ہمارے سامنے رکھے ہیں، احکامات رکھے ہیں نیک اعمال کے، ان کو اختیار کیا جائے اور وہ تمام باتیں منکر ہیں جن کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ایک ماں اور ایک بیوی یہ عمل کر کے اگر وہ صحیح طرح تربیت کر رہی ہے تو اس امانت کا بھی حق ادا کر رہی ہوتی ہے جو اس کے سپرد ہے اور اپنی نسلوں کی حفاظت بھی کر رہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (سورۃ المؤمنون: 9) کہ وہ لوگ جو کامل مومن ہیں اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ پس یہ بچے صرف آپ کے بچے نہیں، یہ جماعت کی امانت ہیں۔ ان کی صحیح تربیت کرنا، ان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلانا، ان کو برائیوں کے بھیانک انجام بتا کر ان سے بچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ بعض ماؤں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ماؤں کا عارضی لاڈ پیار جو ہے کس قدر بھیانک انجام پر منتج ہوتا ہے۔

پھر بحیثیت احمدی اپنے ماحول میں بھی نیکی کو پھیلانے اور برائیوں کو روکنے کی ایک احمدی عورت کی ذمہ داری ہے۔ آپ کے اپنے کردار اور اعمال سے ماحول میں جماعت کا اثر قائم ہونا ہے اور ہوتا ہے۔ اس لئے ہر احمدی عورت کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں کے بہتر حالات اُسے اس بات سے غافل نہ کر دیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو کماحقّہ ادا نہ کرے یا ادا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ احمدیت کا پیغام پہنچانے کا فریضہ آپ اس وقت تک صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکیں گی جب تک آپ اپنے آپ کو بھی ان تمام نیکیوں کا عملی نمونہ نہیں بنائیں گی جو قرآن کریم نے بیان فرمائیں اور ان تمام برائیوں سے نہیں بچیں گی جن سے بچنے کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے۔ جب تک آپ کے دل ہر قسم کے کینوں اور بغضوں سے ایک دوسرے کیلئے پاک نہیں ہوں گے۔ جب تک نظام جماعت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں آپ آگے سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش نہیں کریں گی اس وقت تک آپ اپنے فرائض ادا نہیں کر رہی ہوں گی اور یہی اس آخری حکم کا بھی مطلب ہے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہیں، یہ خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے ایمان کو خدا تعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی حدود وہ ہیں جن میں نیکیاں پنپ رہی ہیں، جن میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیار بلند ہو رہے ہیں۔ پس ان حدود کی حفاظت کرنا ہر مومن کیلئے ضروری ہے، چاہے وہ عورت ہو یا مرد۔ اور پھر ایسے لوگوں کی حفاظت خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ پھر شیطان کے حملے سے ایسے لوگ محفوظ رہتے ہیں، ان کی نسلیں محفوظ رہتی ہیں۔ پھر دنیا کی دلچسپیاں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں۔ ایک حقیقی مومن جانتا ہے اور ایک حقیقی مومنہ جانتی ہے کہ وہ لائن کہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں نیکیوں کے لبادہ میں شیطان کھڑا ہے۔ آدم اور حوا کو بھی شیطان نے نیکی کے دھوکہ ہی سے ورغلایا تھا۔ انہوں نے اگر غلطی کی تھی تو اس سوچ کے ساتھ کہ دائمی جنت کے وارث بنے رہیں۔

پس ہر عورت اور ہر ہوشمند بچی اس بات کا خیال رکھے کہ اس معاشرہ میں تعلیم اور عقل اور روشن خیالی کے نام پر بہت سے شیطان ورغلانے کیلئے کھڑے ہیں۔ اگر ہر احمدی عورت اور لڑکی نے اپنی ذمہ داری کو نہ پہچانا، اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کیلئے ہر وقت ہوشیار نہ رہی تو شیطان ان حدود میں داخل ہو کر ان کی دنیا و آخرت برباد کرنے کی کوشش کرے گا۔ پس شیطان سے بچنے کیلئے توبہ استغفار، نماز اور دوسرے نیک اعمال کو ایک کوشش سے بجالانے کی کوشش کریں تاکہ اللہ کی حدود پر آپ ہر وقت چوکس کھڑی رہیں۔ نہ ہی نیکی کے نام پر شیطان آپ کو کبھی ورغلا سکے، نہ ہی دنیاوی لذت اور چمک دکھا کر شیطان آپ کو اپنے مقصدِ پیدائش سے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت سے غافل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مومنوں کو ایک جگہ مخاطب ہو کر، ہوشیار کرتے ہوئے یوں فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ آلِ عمران: 201) کہ اے مومنو! صبر سے کام لو اور صبر دکھاؤ اور سرحدوں کی نگرانی رکھو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’رباط لغت میں نفس اور انسانی دل کو بھی کہتے ہیں‘‘ فرمایا: ’’یہ اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے کہ انسانوں کے نفوس یعنی رباط بھی تعلیم یافتہ ہونے چاہئیں۔ اور ان کے قویٰ اور طاقتیں ایسی ہونی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کی حدود کے نیچے چلیں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو وہ اس حرب اور جدال کا کام نہ دے سکیں گے جو انسان اور اسکے خوفناک دشمن یعنی شیطان کے درمیان اندرونی طور پر ہر لحظہ اور ہر آن جاری ہے۔ جیسا کہ لڑائی اور میدانِ جنگ میں علاوہ قوائے بدنی کے تعلیم یافتہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح اس اندرونی حرب اور جہاد کیلئے نفوس انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم مطلوب ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیطان اس پر غالب آجائے گا اور وہ بہت بری طرح ذلیل اور رسوا ہوگا۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 35، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اس زمانے میں جو جنگ شیطان کے ساتھ ایک مومن کی ہے یہ ایک ایسی جنگ ہے جس میں ہر مرد، عورت، بچے بوڑھے نے لازماً حصہ لینا ہے ورنہ ایمان خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ پس اس کیلئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اندرونی حرب اور جہاد کیلئے یعنی جنگ کیلئے نفوسِ انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم کی ضرورت ہے۔ یعنی ایسا جہاد جو نفس کی پاکیزگی کا جہاد ہے اِس کیلئے تربیت اور تعلیم کی ضرورت ہے۔ ورنہ جس طرح ایک غیر تربیت یافتہ فوجی میدانِ جنگ میں شکست کھا جاتا ہے، مومن بھی شیطان سے شکست کھا جائے گا۔ اور تعلیم اور تربیت کس طرح کرنی ہے؟ یہ تعلیم ہم نے قرآن کریم سے حاصل کرنی ہے اور پھر اس تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جس سے ہمارا تزکیۂ نفس ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت اُس وقت ہوگی جب حدود کا بھی پتہ ہو۔ اور ان حدود کا پتہ چلتا ہے قرآن کریم سے۔

پس ہر گھر میں قرآن کریم کے پڑھنے کو رواج دینا اور اس کا مطلب سمجھنا، ترجمہ پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا جس سے حقیقی تعلیم اور تربیت کا مقصد پورا ہو سکے یہ ضروری ہے۔ جس سے پھر تزکیۂ نفس ہوگا اور جس سے اللہ تعالیٰ شیطان کے خلاف جنگ میں پھر اپنے فضل سے کامیابیاں عطا فرمائے گا۔ پس مائیں خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلائیں۔ گو جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں مردوں کے سپرد یہ کام کرتی ہیں لیکن گھر کی اصلی نگران جیسا کہ مَیں نے کہا عورت ہے۔ اگر اسکی کوشش شامل نہیں ہوگی تو کبھی خاطر خواہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکے گا۔ پس خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی حدود کی پہچان کروائیں اور پھر اسکی حفاظت کیلئے مسلسل کوشش کریں۔ یہی ایک چیز ہے جو پھر اگلی نسلوں کے محفوظ مستقبل کی ضمانت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کیلئے، شیطان کے حملوں سے بچنے کیلئے ایک بہترین فوج آپ تیار کر رہی ہوں گی۔ وہ نسلیں اپنے بعد چھوڑ کر جائیں گی جو مومنین کی اس جماعت میں شامل ہوں گی جنہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی حسنات کی بشارت دیتا ہے۔ اس زمانہ میں مومنین کی ایسی ہی یا یہی جماعت پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ پس جہاں ہم اپنے آپ کو جماعت میں شامل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کو اس فوج میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جو شیطان کے خلاف کھڑا ہو کر سرحدوں کی حفاظت کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں ’’چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی تمہارے اخلاق عادات پابندیٔ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ سے ٹھوکر کھاتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 518، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت اگر جماعت بنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے، نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب پر مقدم رکھے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 458، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آجکل کے دَور میں نفسانی اغراض بہت زیادہ غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ نفسانی اغراض کے ذریعہ شیطان انسان کے اندر گھسنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا ان اغراض کی وجہ سے شیطان تیزی سے انسان کی رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ پس اسکا ایک ہی علاج ہے کہ اللہ کو مقدم سمجھیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں، عبادتوں میں بھی طاق ہوں، بڑھیں اور دوسری نیکیوں میں بھی قدم آگے بڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے آپ میں بھی اور اپنی نسلوں میں بھی ایک انقلاب پیدا کرنے والی بن جائیں۔ دنیاوی خواہشات آپ کو ہیچ نظر آنے لگیں اور ان مومنات میں شامل ہو جائیں جنہیں خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت نیکیوں میں بڑھنے والی، جماعت سے تعلق رکھنے والی اور خلافت سے وفا کرنے والی ہیں۔ اپنے ساتھ اُن کمزوروں کو بھی ملائیں جو اس پر عمل کرنے والی نہیں ہیں۔ یہ آپ میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایک یہ بھی ہے کہ اپنے ماحول میں اپنے اردگرد بھی نظر رکھیں۔ اپنوں کو بھی سمجھائیں اور غیروں کو بھی سمجھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ خلافت احمدیہ کے قیام و استحکام کیلئے بھرپور کوشش کرنے کی اس روح کو اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں جو ایک مومن کیلئے ضروری ہے جس سے خلافت کے انعام کی آپ مستحق بنتی چلی جائیں گی تاکہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے فیض یاب ہوتے چلے جائیں۔ آج اگر عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیا تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نسلوں کی بہتری کیلئے اور آپ کی نسلوں میں خلافت کے انعام کے جاری رہنے کیلئے آپ ایک ضمانت بن جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15/جولائی 2011)

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA, TIFFIN, MEALS, CHICKEN-BIRYANI, FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

ملکی رپورٹیں

ہفتہ قرآن کریم

ماہِ جولائی، اگست 2020 میں ہندوستان کی درج ذیل جماعتوں نے ہفتہ قرآن کریم منعقد کیا۔ جماعت احمدیہ ارنا کلم، کوٹار، نانچاری مڈور، نارائن پور، کاٹراپلی، نلاّ بلّی، چٹیالہ، ملّم پلی، سپراہ گنڈہ، تمڑ پلی، میلارم، بدّ ارم، جنگو پلی، پالا کرتی، وینکٹا پور۔ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں میں ہونے والے جلسہ ہائے ہفتہ قرآن کریم کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے اور ہمیں قرآن مجید کے فیوض و برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے آمین۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی قادیان)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

● جماعت احمدیہ جمگاؤں میں مورخہ 21 نومبر 2020 کو بعد نماز ظہر احمدیہ مشن ہاؤس میں مکرم رباب احمد صاحب صدر جماعت جمگاؤں کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ عزیزم نایاب احمد نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلو بیان کیے۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(سید آفاق احمد، معلم سلسلہ بھاگلپور بہار)

● جماعت احمدیہ پالی کے زیر انتظام مختلف دیہات میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ جماعت احمدیہ نیہاج میں مورخہ 30/اکتوبر 2020 کو جلسہ منعقد ہوا۔ جماعت ’’علی جی کا باڑیہ‘‘ میں مورخہ 1 نومبر کو جلسہ منعقد ہوا۔ جماعت ’’پہاڑ بابا‘‘ میں مورخہ 2 نومبر کو جلسہ منعقد ہوا۔ جماعت ’’بر‘‘ میں مورخہ 3 نومبر کو جلسہ منعقد ہوا اور جماعت تاجپورہ میں مورخہ 6 نومبر کو جلسہ منعقد ہوا۔

(راشد احمد، مبلغ سلسلہ پالی راجستھان)

● جماعت احمدیہ پونہ میں مورخہ 26 دسمبر 2020 کو مکرم طاہر احمد عارف صاحب قائم مقام صدر جماعت احمدیہ پونہ کی زیر صدارت ’’اطاعت رسول‘‘ کے موضوع پر جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ابوالآخر صاحب نے کی۔ نظم مکرم اسمٰعیل مبارک صاحب نے پڑھی۔ مکرم قمر الدین صاحب نے حدیث پیش کی۔ مکرم ڈاکٹر کاشف احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ بعدہ مکرم سراج الدین گڈے صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ پونہ نے ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاتم النّبیین‘‘ تقریر کی۔ بعدازاں خاکسار نے اطاعت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

داعین الی اللہ پونہ کی ریفریشر کلاس کا انعقاد

جماعت احمدیہ پونہ کی طرف سے شعبہ نور الاسلام کے زیر انتظام داعین الی اللہ پونہ کی ریفریشر کلاس کا اہتمام کیا گیا۔ ہر ہفتہ بذریعہ زوم میٹ یہ کلاس ہوتی رہی۔ پہلی ریفریشر کلاس مورخہ 14 نومبر 2020 کو مکرم اشفاق احمد طاہر صاحب صدر جماعت پونہ کی زیر صدارت ’’ہستی باری تعالیٰ، عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ کے موضوع پر ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید، حدیث اور اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خاکسار اور مکرم حسام احمد صاحب مربی سلسلہ قادیان نے کلاس لی۔ دوسری کلاس مورخہ 21 نومبر کو مکرم طاہر احمد عارف صاحب نائب صدر جماعت پونہ کی زیر صدارت ’’ہستی باری تعالیٰ اور موجودہ دور میں الہام کی ضرورت‘‘ کے موضوع پر ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید، حدیث اور اقتباس حضرت مسیح موعودؑ کے بعد مکرم شیراز احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ برائے جنوبی ہند نے کلاس لی۔ اسی روز تیسری کلاس مکرم اشفاق احمد طاہر صاحب صدر جماعت پونہ کی زیر صدارت بعنوان ’’موجودہ دور میں الہام کی ضرورت و اہمیت اور معرفت الٰہی کے حصول کے ذرائع‘‘ منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید، حدیث اور اقتباس حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خاکسار اور مکرم طاہر احمد پی او صاحب خصوصی داعی الی اللہ مہاراشٹرا نے کلاس لی۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین۔

(حلیم خان شاہد، مبلغ سلسلہ پونہ مہاراشٹر)

تربیتی اجلاس

مورخہ 8 دسمبر 2020 کو جماعت احمدیہ چک ایمر چھ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم مولانا الطاف احمد شیخ صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم عزیز راجا سمیر گوہر نے کی۔ بعدہ مکرم ہارون رشید خان صاحب اور عزیز فرقان وقار لون نے نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد عزیز ارسلان احمد اور عزیز سید محسن علی نے تقاریر کیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سمیع اللہ لون، قائد مجلس خدام الاحمدیہ چک ایمر چھ)

ریفریشر کورس والوداعیہ تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیر اہتمام مورخہ 29 نومبر 2020 کو مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ریفریشر کورس منعقد کیا گیا۔ پہلی نشست مکرم اطہر احمد شمیم صاحب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد خدام الاحمدیہ دہرایا گیا۔ بعدہ مکرم نوید احمد فضل صاحب مہتمم عمومی اور مکرم نصر من اللہ صاحب مہتمم مال بھارت نے لائحۂ عمل کے مطابق ممبران مجلس عاملہ کو مختلف شعبہ جات کے متعلق بتایا اور ان کے سوالوں کے جواب دیئے۔ دوسری نشست مکرم کے طارق احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں سابق مہتمم مقامی مکرم سید زبیر احمد صاحب کو الوداعیہ دیا گیا۔ اس موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر اہتمام منعقدہ مقابلہ مقالہ نویسی میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو انعامات اور سندات دی گئیں۔ دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(ریحان احمد شیخ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت ابودجانہؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13/ نومبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں طاعون پھوٹنے کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضرت معاذ بن جبلؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ شام کی طرف ہجرت کرو گے۔ وہ تمہارے لیے فتح کیا جائے گا۔ وہاں تم لوگوں میں ایک بیماری ظاہر ہوگی جو پھوڑے یا سخت کاٹنے والی ایک چیز کی طرح ہوگی۔ وہ انسان کی ناف کے نچلے حصے میں ظاہر ہوگی۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو شہادت عطا کرے گا اور اس کے ذریعہ ان کے اعمال کو پاک کرے گا۔

سوال یہ پیشگوئی سن کر حضرت معاذ بن جبلؓ نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت معاذؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تُو جانتا ہے کہ معاذ بن جبل نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو اسے اور اس کے گھر والوں کو اس سے وافر حصہ دے۔ اس پر ان سب کو طاعون ہوگئی حتیٰ کہ ان میں ایک بھی نہ بچا۔

سوال غزوۂ احد کے دن حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو کس حال میں آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میرے والد کو نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں لایا گیا کہ آپؓ کا مُثلہ کیا گیا تھا۔ میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھانے لگا تو لوگوں نے مجھے منع کیا۔ پھر لوگوں نے ایک عورت کی چیخنے کی آواز سنی تو کسی نے کہا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی بیٹی ہیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا مت رو کیونکہ فرشتے مسلسل اس پر اپنے پَروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔

سوال غزوہ احد شہدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح دفن کرایا اور ان کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ احد کے شہداء میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں اکٹھا رکھتے اور پھر پوچھتے کہ ان میں سے کون قرآن زیادہ جاننے والا تھا۔ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپؐ اس کو لحد میں پہلے رکھتے اور فرماتے: میں قیامت کے دن ان لوگوں کا گواہ ہوں اور ان کو ان کے خونوں میں ہی دفن کرنے کا حکم دیتے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے شہدا کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے شہداء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا جاتا اور آپ ﷺ دس دس شہداء کا جنازہ پڑھتے اور حضرت حمزہؓ کی میت آپ ﷺ کے پاس ہی موجود رہتی جبکہ باقی شہداء کو لے جایا جاتا۔

سوال حضرت جابر بن عبداللہ نے چھ ماہ بعد جب اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی نعش کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے نکالا تو انہوں نے کیا دیکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقعے ایک پر ایک قبر میں دو دو لوگوں کو دفن کیا گیا اور میرے والد کے ساتھ بھی ایک صحابی کو دفن کیا گیا۔ چھ ماہ گزر گئے پھر میرے دل نے چاہا کہ میں انہیں الگ قبر میں اکیلا دفن کروں۔ چنانچہ میں نے انہیں قبر سے نکالا تو میں نے دیکھا کہ زمین نے ان کے جسم میں کچھ بھی تغیر نہیں کیا تھا۔

سوال حضرت جابر بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غمگین ہونے کی کیا وجہ بتائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے تو آپؐ نے فرمایا اے جابر! کیا بات ہے مَیں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں؟ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے والد غزوۂ احد میں شہید ہوگئے اور وہ قرض اور اولاد چھوڑ گئے ہیں۔

سوال آنحضرت ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو ان کے والد کے متعلق کیا خوشخبری عطا فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے فرمایا کہ اللہ نے کسی سے کلام نہیں کیا مگر پردے کے پیچھے سے لیکن اللہ نے تمہارے والد کو زندہ کیا اور پھر ان سے آمنے سامنے ہو کر کلام کیا اور فرمایا اے میرے بندے! مجھ سے مانگ کہ میں تجھے دوں۔ انہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب! مجھے دوبارہ زندہ کر دے تا کہ میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔

سوال اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ جو ایک بار مر جائیں وہ دنیا میں دوبارہ نہیں لوٹائے جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اللہ سے عرض کی کہ اے میرے رب! میرے پیچھے رہنے والوں تک یہ بات پہنچا دے۔

سوال اس موقع پر کون سی آیت کریمہ نازل ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس موقعے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آل عمران: 170) یعنی جو اللہ کی راہ میں مارے گئے تم انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ انہیں ان کے رب کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔

سوال اس واقعہ سے آنحضرت ﷺ کے کس عظیم خلق کا پتا چلتا ہے؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ کس طرح مسلسل آنحضورؐ کا رابطہ اپنے رب سے قائم تھا۔ بندوں پر بھی نظر شفقت فرما رہے تھے اور رب سے بھی دل ملا رکھا تھا۔ وہ وجود جو امن کی حالت میں ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (النجم: 9) کے افقِ اعلیٰ پر فائز رہا، جنگ کی حالت میں بھی ایک لمحہ اس سے الگ نہ ہوا۔

سوال حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی قلبی کیفیت کی خبر دے کر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو کیا پیغام دیا تھا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمروؓ کی قلبی کیفیت کی خبر دے کر دراصل اللہ تعالیٰ آپؐ کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ دیکھ! تیرا بھی کیسا عشق ہم نے اپنے عارف بندوں کے دل میں بھر دیا ہے کہ عالم گزراں سے گزر جانے کے بعد بھی تیرا خیال انہیں ستاتا ہے اور تجھے میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کے چلے جانے پر کس درجہ کبیدہ خاطر ہیں۔ تیرے مقابل پر انہیں جنت کی بھی حرص نہیں رہی۔ ان کی جنت تو بس یہی ہے کہ تیز تلواروں سے بار بار کاٹے جائیں مگر تیرے ساتھ رہیں۔

سوال آنحضرت ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کا قرض کس طرح ادا کروایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد جب فوت ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ مَیں نے نبیؐ سے مدد طلب کی کہ آپؐ ان کے قرض خواہوں کو سمجھائیں کہ وہ ان کے قرض میں سے کچھ کمی کر دیں۔ نبیؐ نے ان سے اس خواہش کا اظہار کیا مگر انہوں نے کمی نہ کی۔ تب نبیؐ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی کھجوروں کی ہر ایک قسم کو الگ الگ کرو۔ پھر مجھے پیغام بھیجنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور رسول اللہؐ کو کہلا بھیجا۔ آپؐ تشریف لائے اور کھجوروں کے درمیان بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا ان لوگوں کو ماپ کر دو۔ چنانچہ میں نے ان کو ماپ کر دیا یہاں تک کہ پورا قرض ادا ہو گیا۔

سوال حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے پسماندگان میں کتنے بچے چھوڑے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمروؓ اپنے پسماندگان میں اپنے بیٹے حضرت جابر بن عبداللہؓ کے علاوہ چھ بیٹیاں چھوڑ کے گئے۔

سوال حضور انور نے حضرت ابودجانہؓ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابودُجانہؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے ہے۔ آپ کے والد کا نام خَرَشہ تھا۔ والدہ کا نام حَزْمَہ بنت حَرْمَلہ تھا۔ آپ کی کنیت ابودُجانہ تھی۔ آپ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام خالد تھا اور اسکی والدہ کا نام آمنہ بنت عمرو تھا۔ آپ تمام غزوات میں رسول اللہؐ کے ہمراہ رہے۔

سوال حضور انور نے حضرت ابودجانہؓ کی کن نمایاں خصوصیات کا ذکر فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب جنگ ہوتی تو حضرت ابودُجانہ بہت شجاعت کا اظہار کرتے اور وہ کمال کے گھوڑ سوار تھے۔ ان کے پاس سرخ رنگ کا ایک رومال تھا جسے وہ صرف جنگ کے وقت سر پر باندھتے تھے۔ آپ کا شمار دلیر اور بہادر لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ غزوۂ احد میں رسول اللہؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور موت پر آپؐ سے بیعت کی۔

سوال غزوہ احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودجانہؓ کو کیا اعزاز عطا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے احد کے دن ایک تلوار پکڑی اور فرمایا اسے مجھ سے کون لے گا؟ سب نے اپنے ہاتھ بڑھائے۔ آپؐ نے پھر فرمایا: کون اس کو اس کے حق کے ساتھ لے گا؟ اس پر لوگ رک گئے تو حضرت سِماک بن خَرَشہ ابودُجانہؓ نے کہا کہ مَیں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ انہوں نے تلوار لی اور مشرکوں کے سر پھاڑ دیئے۔ ☆......☆......☆

رمضان کے بابرکت مہینہ کی فضیلتوں، برکتوں اور مسائل کا پُرمعارف بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24/ اکتوبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورہ البقرہ کی آیات يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تلاوت فرمائیں۔

سوال حضور انور نے ان آیات کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کیلئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

سوال ایمان لانے والے لوگ کون ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کیلئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب کو اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔

سوال تقویٰ کی باریک راہیں کیا ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تقویٰ کی راہیں تم تب حاصل کر سکتے ہو جو تمہاری اپنی مرضی کچھ نہ ہو بلکہ تمہارا ہر کام ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہیں روکتا ہے کہ میری رضا کی خاطر تمہیں اب اس ایک مہینے میں کچھ وقت کیلئے کھانے سے ہاتھ روکنے پڑیں گے تو جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں وہ بھی فجر سے لے کر مغرب تک تم پر حرام ہیں۔

سوال رمضان کے مہینے میں لاپرواہی کرنے والوں کو آنحضرت ﷺ نے کیا تنبیہ فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر تم رمضان کے مہینے میں لاپرواہی سے کام لو گے اور روزے کو کچھ اہمیت نہیں دو گے۔ یا اگر روزے رکھ لو اور نمازوں میں سستی کرو، نوافل میں سستی کرو، قرآن کریم پڑھنے میں سستی کرو تو یہ تمہارے روزے خدا کی خاطر نہیں ہوں گے۔ یہ تو دنیا کے دکھاوے کے روزے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے روزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر روزہ رکھنے والوں کو اللہ

تعالیٰ کیا جزا دیتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رضا کی خاطر روزے رکھنے والوں کی جزا بھی مَیں خود ہوں۔ اور جس کی جزا خدا تعالیٰ خود بن جائے اس کو اور کیا چاہئے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ روزے اس طرح رکھو جو روزے رکھنے کا حق ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے ایمان کی حالت میں روزہ رکھنے والوں کو کیا خوشخبری عطا فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی کیا خصوصیات بیان فرمائی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے۔ مومنوں کیلئے اس سے بہتر مہینہ کوئی نہیں گزرا اور منافقوں کیلئے اس سے بُرا مہینہ کوئی نہیں گزرا۔

سوال رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ مومن اور منافق کے لیے کیا لکھ لیتا ہے؟

جواب آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینے میں داخل کرنے سے قبل ہی اللہ عزّ وجل مومن کا اجر اور نوافل لکھ دیتا ہے جبکہ منافق کا بوجھ اور بدبختی لکھ لیتا ہے۔ اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کیلئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کی اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے۔ پس درحقیقت یہ حالت مومنوں کیلئے غنیمت اور فاجر کیلئے (اس کے مطابق) سازگار رہوتی ہے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے کیا معنے بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: روزوں کی فضیلت اور اس کے فرائض پر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کیا معنے ہوسکتے ہیں۔ اتقاء کے معنے ڈھال بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا، وِقَایَۃ بنانا وغیرہ ہیں۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے روزہ کا کیا فائدہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں ایک فائدہ یہ بتایا کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہوجاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔

سوال روزہ رکھنے سے انسان گناہوں سے کس طرح بچ جاتا ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مونہہ کو صرف کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے۔ زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال روزہ کن طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ سکھاتا ہے؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کیلئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اسکی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی رخصتوں کے متعلق کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت میں رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سفر کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر وسفر کے مسائل پر عمل کرے۔ بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔

سوال سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کے متعلق آنحضرت ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث میں آتا ہے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک آدمی پر دیکھا کہ سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فدیہ کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔

سوال سحری کے متعلق آنحضرتؐ کا کیا ارشاد ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔

☆......☆......☆

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10217: مَیں شمیرا مبشر زوجہ مکرم مبشر احمد. بی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی، ساکن آرزو (گارڈن) ادوتھیلا ضلع کنّور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/اکتوبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 104 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سی. مبشر احمد　　الامۃ: شمیرا مبشر　　گواہ: بی. طاہرہ

مسل نمبر 10221: مَیں قیصرہ ودود بنت مکرم عبد الودود خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن پٹھان محلہ ڈاکخانہ سورو ضلع بالیسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/اگست 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی کانٹے 2.630 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سراج خان　　الامۃ: قیصرہ ودود　　گواہ:......

مسل نمبر 10223: مَیں ڈاکٹر تحسین احمد. ایم ولد مکرم مبارک احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ایچ. ایم ٹروپیکل ٹری اپارٹمنٹ (B بلاک 702) آر. ٹی نگر ضلع بنگلور وصوبہ کرناٹک، مستقل پتا: 166 اولڈ پوسٹ آفس روڈ ڈاکخانہ سوروب ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/نومبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/25,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے. وِی محمد طاہر　　العبد: ڈاکٹر تحسین احمد. ایم　　گواہ: مبارک احمد

مسل نمبر 10224: مَیں تابندہ نصرت بنت مکرم ایم. نصرت اللہ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن 26 الفرڈ اسٹریٹ (رچمنڈ ٹاؤن) ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/اگست 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جاذب احمد دانش　　الامۃ: تابندہ نصرت　　گواہ: سید شارق مجید

مسل نمبر 10225: مَیں شہراز منصور بانی ولد مکرم منصور احمد بانی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن 13 گنیش چندرا ایوینیو (کولکاتہ) صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/اپریل 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد وسیم　　العبد: شہراز منصور بانی　　گواہ: اسد بانی

مسل نمبر 10226: مَیں سائرہ احمد بنت مکرم خواجہ عطاء الغفار صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 16 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دار الانوار شمالی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/نومبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی ایم عبد المجیب　　الامۃ: سائرہ احمد　　گواہ: خواجہ عطاء الغفار

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 14 - January - 2021 Issue. 2

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

مخالفین کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا نام دنیا سے مٹا دیں گے، کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرنے والوں اور وفا کرنے والوں کو مٹا سکے

اللہ تعالیٰ ایسی محبت کرنے والوں کو اپنے ساتھ چمٹاتا ہے اور دشمن کی خاک کا بھی پتہ نہیں چلتا

وقف جدید کے نئے سال کا بابرکت اعلان اور دُنیا بھر کی جماعتوں سے احمدیوں کی مالی قربانیوں کے رُوح پرور اور ایمان افروز واقعات

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8 رجنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ کی درج ذیل آیات کی تلاوت کی: مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقۡبِضُ وَیَبۡصُۜطُ ۪ وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ○ کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ رزق قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا ذکر ہے۔ قرض کے لغوی معنی اچھے یا برے بدلے کے بھی ہیں۔ یہاں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کا اس کو بہترین بدلہ دے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کیلئے خرچ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو دے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں بہت سی جگہ مالی قربانیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کی خاطر خرچ کرنے کو خود اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کے برابر ٹھہرایا گیا ہے اور جو چیز خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کی جائے وہ ضائع نہیں جاتی بلکہ یہ ایسا قرض ہے جسے اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جو قرض مانگتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ معاذ اللہ! اللہ کو حاجت ہے اور وہ محتاج ہے ایسا وہم کرنا بھی کفر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جزا کے ساتھ واپس کروں گا یعنی بڑھا کر واپس کروں گا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ یہاں قرض سے مراد یہ ہے کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جزا اسے کئی گنا کر کے دیتا ہے۔ کوئی بھی عمل صالح ہو اللہ کی خاطر بجا لاؤ تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا کر دیتا ہے۔ اس کی شان تو یہ ہے کہ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ۔ جو ذرہ بھی نیکی کرے اس کا بھی اجر دیتا ہے اور جو ذرہ بدی کرے اس کی پاداش بھی ملے گی۔

حضور انور نے فرمایا: میں اس وقت بعض احمدیوں کے واقعات پیش کرتا ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے فیض پایا۔ اکثر ایسے واقعات ہیں جن میں خالص ہو کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی دی اور حیرت انگیز طور پر ان کی ضروریات کو نہ صرف اللہ تعالیٰ نے پورا کیا بلکہ بڑھا کر دیا۔

گنی کناکری کے صدر اور مبلغ انچارج بیان ہیں کہ انہوں نے میرا وقف جدید کا گزشتہ سال کا خطبہ مسجد میں پڑھ کر سنایا جس میں مَیں نے مالی قربانی کی اہمیت کو بیان کیا تھا۔ نماز جمعہ کے بعد ایک غریب اور مخلص احمدی موسی قبا صاحب نے اپنی جیب میں جتنے پیسے تھے نہایت اخلاص کے ساتھ وقف جدید کی مدّ میں ادا کر دیئے جبکہ وہ اس سے پہلے اپنا چندہ ادا کر چکے تھے۔ جب انہیں کہا گیا کہ کچھ رقم اس میں سے واپس رکھ لیں آپ نے گھر بھی جانا ہے سب ہی آپ نے جیب میں سے نکال کے دے دیئے ہیں کرایہ بھی نہیں رہا آپ کے پاس تو کہنے لگے کہ آپ نے سنا نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں لہٰذا آج مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سہارے جینے دیں اور خوشی خوشی پیدل اپنے گھر چلے گئے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ ہیں وہ نظارے جنہیں دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کیسی مخلص جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی ہے۔ لوگ خطبات سنتے ہیں اور سن کے کہہ دیتے ہیں ہاں جی ہم نے سن لیا لیکن اس کی گہرائی میں نہیں جاتے اور غور سے نہیں سنتے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ ہے مثال کہ گہرائی سے کسی بات کو سننا اور اس پر عمل کرنا۔ کیسے عجیب قربانی کے نظارے ہیں۔ یہ بھی شرائط بیعت کے مطابق ہے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے وفا کا عہد پورا کرنا ہے کوئی شکوہ نہیں کرنا۔ ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا نام دنیا سے مٹا دیں گے۔ کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرنے والوں اور وفا کرنے والوں کو مٹا سکے اللہ تعالیٰ پھر ایسی محبت کرنے والوں کو اپنے ساتھ چمٹاتا ہے اور دشمن کی خاک کا بھی پتہ نہیں چلتا۔

آسٹریلیا جماعت کی ایک لجنہ ممبر بیان کرتی ہیں کہ جب ہم نئے گھر میں شفٹ ہوئے ہمارے مالی حالات اچھے نہیں تھے گھر کا کرایہ بھی زیادہ تھا میرے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ ضروری سامان خرید سکوں اور دوسری طرف چندے کا سال بھی ختم ہو رہا تھا۔ میں نے اللہ پہ توکل کرتے ہوئے چندہ ادا کر دیا اور دعا کی کہ اے اللہ کسی کی محتاج نہ ہو خود میری ضروریات پوری کر دے۔ اسی دن شام کو کہتی ہیں میرے شوہر آئے اور مجھے لا کر کچھ پیسے دیئے اور کہنے لگے کہ مجھے آج میرے افسر سے یہ بونس ملا ہے جو میرے چندے کی رقم سے دوگنی رقم تھی یہ کہتی ہیں اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل اور احسان تھا کہ میں حیران رہ گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاطر کی گئی قربانی کرنے والے کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

انڈیا سے قمر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ مالی سال کے اختتام پر ناظم وقف جدید کے ہمراہ دورے پہ جماعت کالیکٹ پہنچا۔ اس دوران ایک احمدی حنیف صاحب کے گھر بھی گئے جو مزدوری کر کے گزر بسر کرتے ہیں۔ ان کا دس سال کا بیٹا اپنا گولک لے کر آیا اور چندہ وقف جدید جمع کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ چندہ اس نے وقف جدید کیلئے سال بھر اکٹھا کیا ہے۔ جب اسے کھولا گیا تو اس میں بڑی رقم تھی۔ ناظم صاحب نے اس بچے سے دریافت کیا کہ عموماً بچے پیسے جمع کرتے ہیں اپنی پسند کی چیزیں خریدنے کیلئے یہ تم چندہ وقف جدید میں کیوں دے رہے ہو۔ اس بچے نے جواب دیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے کرام تو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں اسی لئے یہ رقم چندہ وقف جدید میں دے رہا ہوں۔ یہ ہے احمدی بچوں کی تربیت جس جماعت کے بچوں کی یہ سوچ ہو اور اس طرح تربیت ہو اس کو یہ مخالفین احمدیت کس طرح نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

البانیہ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست مائیکلس بیا صاحب نے تین سال قبل بیعت کی تھی۔ ایک دن موصوف اپنے ساتھ ایک ڈبہ لے کر آئے جو پیسوں سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک ماہ سے یہ ڈبہ اپنی گاڑی میں اس نیت سے رکھا ہوا تھا کہ جتنی بچت ہوتی جائے گی وہ اس میں جماعت کے چندہ کیلئے ڈالتے جائیں گے چنانچہ پہلی دفعہ جب وہ بھرا ہوا ڈبہ لے کر آئے تو ایک حصہ اپنے چار ماہ کے بیٹے کی جانب سے تحریک جدید اور وقف جدید میں دیا اور باقی اپنی طرف سے تحریک جدید میں اور وقف جدید میں اور لازمی چندہ جات میں ادا کیا۔ اس کے بعد سے ہر ماہ پیسوں کا ڈبہ بھر کر لاتے ہیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق کافی بڑی رقم کی مالی قربانی انہوں نے کی ہے۔

یو۔کے سے چین کے صدر جماعت کہتے ہیں کہ ہمارے ٹارگٹ میں کافی کمی تھی۔ میں اس حوالے سے تہجد میں اٹھ کر دعا کرتا تھا۔ ایک دن میری اہلیہ نے بتایا کہ فلاں شخص جو ہے ان کو اگر کہو گے تو مزید تمہیں ادائیگی ہو جائے گی۔ چنانچہ ان سے رابطہ کیا گیا تو اس فیملی نے کہا کہ ہمارا نام ظاہر نہ کرنا اور ایک ہزار پاؤنڈ کی ادائیگی کر دی۔ اسکے علاوہ ایک ہزار پاؤنڈ اپنے بچوں کی طرف سے ادا کئے۔ پھر کہا کہ اسکے علاوہ بھی اگر آپ لوگوں کو ضرورت ہو تو بھی بتائیں۔

انڈونیشیا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ امین صاحب اور ان کے اہل خانہ کی ہمیشہ خواہش ہوتی تھی کہ رمضان کے مہینے میں اپنے وقف جدید اور تحریک جدید کے چندے ادا کر دیں۔ اس سال آمدنی کم تھی وعدہ پورا کرنا بظاہر ناممکن تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان کے مہینے میں روزے کے ساتھ انہیں خود دیکھا ہے کہ وہ روزانہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ پہاڑی علاقے میں چار کلومیٹر کا سفر طے کر کے اپنے کینڈل نیٹ کے کھیت میں جاتے تا کہ اسکے ذریعہ سے اپنے وعدہ جات پورے کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے رمضان کے اندر ہی اپنے دو لاکھ کا وعدہ پورا کر دیا اور اتنی رقم بغیر سخت جدوجہد کے اکٹھی کرنا ناممکن تھی۔ مبلغ صاحب کے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ میں اور میرے اہل خانہ صرف خلیفہ وقت کے احکامات پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرانس، قازقستان، ماسکو، سیرالیون، قرغیزستان، تنزانیہ، ملاوی، جرمنی، کینیڈا، برکینافاسو، وغیرہ ممالک کی جماعتوں کی مالی قربانیوں کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے گزرے ہوئے سال کے کچھ اعداد و شمار پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 63 واں سال 31 دسمبر 2020ء کو ختم ہوا اور 64 واں سال یکم جنوری سے شروع ہو گیا۔ اللہ کے فضل سے اس سال میں ایک کروڑ پانچ لاکھ تیس ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کرنے کی جماعت کو توفیق ملی یہ وصولی گزشتہ سال سے آٹھ لاکھ ستاسی ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے الحمد للہ۔ اس سال بھی برطانیہ دنیا کی جماعتوں میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے اول ہے۔ دوسرے نمبر پر جرمنی ہے۔ پاکستان تیسرے نمبر پر ہے۔ کینیڈا چوتھے نمبر پر ہے، پھر امریکہ ہے، پھر بھارت ہے، پھر آسٹریلیا ہے، پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے، پھر انڈونیشیا ہے، پھر گھانا ہے۔

حضور انور نے بھارت کے صوبہ جات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرمایا: بھارت کی جماعتوں میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمبر ایک کیرالہ، پھر تامل ناڈو، پھر جموں کشمیر، پھر تلنگانہ، کرناٹکہ، اڑیشہ، پنجاب، ویسٹ بنگال، دہلی، اتر پردیش۔ جماعتوں میں کوئمبٹور، پھر قادیان، پھر پتھا پریم، حیدرآباد، کولکاتہ، بنگلور، کالیکٹ، کنور ٹاؤن، ریشی نگر، کیرنگ۔

حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت فرمائے۔ ان کو روحانی ترقی بھی عطا فرمائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں۔ ان دنوں میں پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے مخالفین کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روکے اور جن مخالفین کی اصلاح نہیں ہونی اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان کرے۔ اسیران کی جلد رہائی کے بھی سامان پیدا فرمائے جس میں الجزائر کے اسیران بھی شامل ہیں۔ خاص طور پر دعاؤں نوافل اور صدقات پہ زور دیں۔ پاکستان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ امن کے حالات وہاں پیدا کرے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پہ جو لگے ہوئے ہیں اور دہشتگردی اور فتنہ اور فساد جو ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جلد ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ اسی طرح دنیا کے عمومی حالات کے بارے میں بھی دعا کریں جو بہت تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب انسانیت پر رحم فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad